قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 30 مئی 2020ء | 7 شوال 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 130

ارشاد باری تعالیٰ

اِذَا الشَّمۡسُ کُوِّرَتۡ ۪ۙ﴿۲﴾ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡکَدَرَتۡ ۪ۙ﴿۳﴾
وَاِذَا الۡجِبَالُ سُیِّرَتۡ ۪ۙ﴿۴﴾

(التکویر: 2تا4)

ترجمہ: جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

فرمانِ رسول ﷺ

مریض کی تیمارداری

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم سعد بن عبادہؓ کی عیادت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضورؐ نے اہل خانہ سے دریافت فرمایا کہ کیا سعد فوت ہو گئے ہیں؟ ان لوگوں نے عرض کیا: حضور ابھی نہیں لیکن حالت نازک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و سلم ان کی تکلیف کو دیکھ کر رو پڑے اور حضور علیہ السلام کو روتا دیکھ کر دوسرے لوگ بھی رونے لگے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سُنا کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو بہانے اور دل غمگین ہونے کی وجہ سے عذاب نہیں دے گا۔ بلکہ واویلا کرنے اور بے صبری کی باتیں کرنے کی وجہ سے عذاب دے گا۔ ہاں اگر چاہے تو رحم کر دے۔ (بخاری کتاب الجنائز باب البکاء عند المریض)

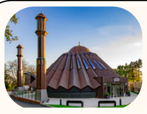

فرمان خلیفہ وقت

اعلیٰ اخلاق کرامت ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

آپ (حضرت مسیح موعودؑ) فرماتے ہیں کہ ’’فاسق آدمی جو انبیاء کے مقابلہ پر تھے خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر تھے ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے بلکہ وہ لوگ آنحضرت (ﷺ) کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپؐ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔ اخلاقی معجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری معجزات نہیں کر سکتے۔ اَلۡاِسۡتِقَامَۃُ فَوۡقَ الۡکَرَامَۃِ کا یہی مفہوم ہے۔ اور تجربہ کر کے دیکھ لو کہ استقامت کیسے کرشمے دکھاتی ہے۔ کرامت کی طرف تو چنداں التفات ہی نہیں ہوتا۔ خصوصاً آجکل کے زمانے میں۔ لیکن اگر پتہ لگ جائے کہ فلاں شخص بااخلاق آدمی ہے تو اس کی طرف جس قدر رجوع ہوتا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں‘‘۔ فرمایا ’’اخلاق حمیدہ کی زد ان لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پاسکتے۔ آجکل بھی بیشمار لوگ جو احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متأثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ اخلاق صرف اسے تقویٰ میں بڑھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہیں اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو اپنے اخلاق پہ نظر رکھنی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 9جون 2017ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

نیکی کی تحریک

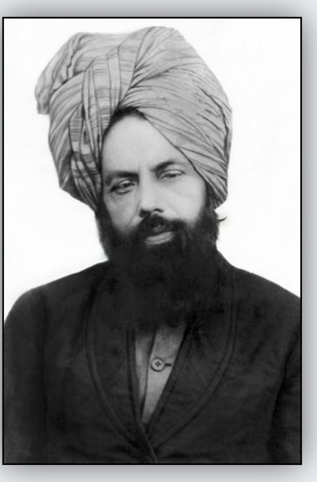

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ جب کوئی رسول یا نبی یا محدّث اصلاحِ خلق اللہ کے لئے آسمان سے اترتاہے تو ضرور اس کے ساتھ اور اس کے ہمرکاب ایسے فرشتے اترا کرتے ہیں کہ جو مستعد دلوں میں ہدایت ڈالتے ہیں اور نیکی کی رغبت دلاتے ہیں- اور برابر اترتے رہتے ہیں جب تک کفر وضلالت کی ظلمت دور ہو کر ایمان اورراست بازی کی صبح صادق نمودار ہو جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتاہے۔

تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ۔ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ

سوملائکہ اور روح القدس کا تنزل یعنی آسمان سے اترنا اسی وقت ہوتاہے جب ایک عظیم الشان آدمی خلعتِ خلافت پہن کر اور کلام الٰہی سے شرف پاکر زمین پر نزول فرماتاہے۔ روح القدس خاص طورپر اس خلیفہ کو ملتی ہے اور جو اس کے ساتھ ملائکہ ہیں وہ تمام دنیا کے مستعد دلوں پرنازل کئے جاتے ہیں تب دنیامیں جہاں جہاں جوہر قابل پائے جاتے ہیں سب پر اس نور کا پرتو پڑتاہے اور تمام عالم میں ایک نورانیت پھیل جاتی ہے اور فرشتوں کی پاک تاثیر سے خودبخود دلوں میں نیک خیال پیدا ہونے لگتے ہیں اور توحید پیاری معلوم ہونے لگتی ہے اور سیدھے دلوں میں راست پسندی اورحق جوئی کی ایک روح پھونک دی جاتی ہے اور کمزوروں کو طاقت عطا کی جاتی ہے اورہر طرف ایسی ہوا چلنی شروع ہو جاتی ہے کہ جو اس مصلح کے مدعا اور مقصد کو مدد دیتی ہے۔ایک پوشیدہ ہاتھ کی تحریک سے خود بخود لوگ صلاحیت کی طرف کھسکتے چلے آتے ہیں اورقوموں میں ایک جنبش سی شروع ہو جاتی ہے۔ تب ناسمجھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ دنیا کے خیالات نے خودبخود راستی کی طرف پلٹا کھایا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ کام ان فرشتوں کا ہوتاہے کہ جوخلیفۃ اللہ کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں اورحق کے قبول کرنے اور سمجھنے کے لئے غیر معمولی طاقتیں بخشتے ہیں- سوئے ہوئے لوگوں کو جگادیتے ہیں اورمستوں کو ہوشیار کرتے ہیں اوربہروں کے کان کھولتے ہیں اور مردوں میں زندگی کی روح پھونکتے ہیں اور ان کو جو قبروں میں ہیں باہرنکال لاتے ہیں تب لوگ یکدفعہ آنکھیں کھولنے لگتے ہیں اور ان کے دلوں پروہ باتیں کھلنے لگتی ہیں جوپہلے مخفی تھیں- اوردرحقیقت یہ فرشتے اس خلیفۃ اللہ سے الگ نہیں ہوتے۔ اُسی چہرہ کا نور اوراس کی ہمت کے آثار جلیّہ ہوتے ہیں جواپنی قوتِ مقناطیسی سے ہر ایک مناسبت رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں خواہ وہ جسمانی طورپر نزدیک ہویا دور ہو اورخواہ آشنا ہو یا بکلی بیگانہ اورنام سے بے خبرہو۔ غرض اس زمانہ میں جو کچھ نیکی کی طرف حرکتیں ہوتی ہیں اورراستی کے قبول کرنے کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں خواہ وہ جوش ایشیائی لوگوں میں پیدا ہوں یا یورپ کے باشندوں میں یا امریکہ کے رہنے والوں میں ،وہ درحقیقت انہی فرشتوں کی تحریک سے جو کہ خلیفۃاللہ کے ساتھ اترتے ہیں ظہورپذیر ہوتے ہیں-یہی الٰہی قانون ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔‘‘ (فتح اسلام،روحانی خزائن جلد3 صفحہ 18 تا 21 حاشیہ)

اس شمارہ میں

- (اداریہ) تعریف اور ستائش
- خلافت باپ کی شفقت، خلافت ماں کا سایہ ہے
- محراب
- آم کھانے کا درست طریق
- ایک مؤثر نصیحت، ایک بہترین لائحہ عمل
- سقوط شہب کی پیشگوئی
- مکرم حکیم میاں غلام حسین

اداریہ

تعریف اور ستائش

یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر نامہ نگاروں نے ذرا کم ہی قلم اٹھایا ہے۔لیکن یہ موضوع اپنی ذات میں بہت اہم ہے اور آج کے دور میں اس کی اہمیت اور افادیت اس لئے بھی بڑھ گئی ہے کہ معاشرے میں آپا دھاپی کا رجحان بڑھ رہاہے۔ تعریف و ستائش کے چھ پہلو ہو سکتے ہیں۔

1۔ اللہ کی تعریف

2۔اپنی تعریف خود کرنا جیسے خود ستائی

3۔اپنی تعریف کروانا اورپسند کرنا

4۔کسی انسان کی سچی تعریف کرنا

5۔ کسی انسان کی وہ تعریف کرنا جو اس کے اندر نہ ہو۔

6۔ کسی کو محبوب بنانے کے لئے اس کی پسندیدہ چیز کی تعریف کرنا جیسے باپ کے سامنے اس کے بیٹے کی تعریف۔

جہاں تک نمبر1 یعنی اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام کا آغاز بھی الحمدللہ رب العالمین یعنی تعریف سے کیا ہے اور ایک مومن کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اورثناء کیا کرے۔ سورۃ فاتحہ جو دن کی فرض نمازوں میں سنت مؤکدہ ملا کر 32 دفعہ پڑھی جاتی ہے میں پہلی 4 آیات جو حمدو ثناء پر مشتمل ہے۔ پانچویں آیت اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ کی دعا سکھلا کر انسان کو خود ستائی کرنے اور کروانے کی نفی کردی اور فرمایا کہ اے انسان! تمہارا پہلااور اصل کام حمدو ثناء کے مالک سے ہر میدان میں ہدایت طلب کرنا ہے۔ ایسے رستہ کی جو انعام یافتہ کا رستہ ہے۔ گویا اپنے آپ کو حقیر، منکسر المزاج رکھنا ہے۔ انسان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ نماز میں بھول جائے تو سبحان اللہ کہہ کر خدا کی تعریف کی جاتی ہے کہ اے اللہ! تو بھولن ہار سے پاک ہے۔

تعریف گو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے تاہم انسان بھی تعریف کو پسند کرتا ہے۔ اس کی جبلت کا یہ خاصہ ہے کہ اس کو سراہا جائے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی ہی تعریف کے پُل باندھتا پھرے یا اپنی تعریف کرنے پر اپنے منہ ہی نہ سوکھے جیسے کہتے ہیں اپنے منہ میاں مٹھو بننا۔ اردو محاورہ ہے خودی اور خدائی میں بَیر ہے۔ یہ تو انسان کو ہلاکت کے کنارے تک پہنچا دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰىكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِ ۙ﴿۲۴﴾ اور اُس پر اِتراؤ نہیں جو اُس نے تمہیں دیا اور اللہ کسی تکبر کرنے والے، بڑھ بڑھ کر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔(الحدید:24)

اور انکساری و عاجزی اختیار کرنے کی تلقین وَاقۡصِدۡ فِىۡ مَشۡيِكَ اور اپنی چال میں میانہ رَوی اختیار کر(لقمان:20) کے الفاظ میں ملتی ہے نیز ہدایت فرمائی وَلَا تَمۡشِ فِى الۡاَرۡضِ مَرَحًا اور زمین میں اکڑ کر نہ چل۔(بنی اسرائیل:38)

الغرض انسان کو خود اپنی تعریف اورخود فروشی زیب نہیں دیتی۔ خوشبو نے کب کسی سے تعریف مانگی ہے وہ تو خود اپنا وجود ظاہر کرتی ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ انسان بھی ایک پھول نما ہے جو اپنی خوشبو خود چھوڑتا ہے اور ماحول کو معطر کرتا ہے پھر لوگ خود اس کی تعریف کرتے ہیں۔

اس کے مقابل پر کسی کی اس کے اچھے کام کی تعریف اس کے لئے Tonic کا کام کرتی ہے۔ حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ یہ تعریف بجا طور پر ہونی چاہئے۔

اگر اس کام کو اپنے گھر سے شروع کریں تو سب سے پہلے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے اچھے کاموں کو ستائش کی نظر سے دیکھنا چاہئے۔ گھر کی مالکہ جب کھانا تیار کرتی ہے تو اس کھانے کی تعریف لازماً گھر میں سکون کا باعث بنے گی۔ورنہ زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔ اپنے بچوں میں نیکی اور اچھے کاموں کی ترغیب دلانے کے لئے ان کے اچھے کاموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا اور اس کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔اسلام نے حوصلہ افزائی کے لئے جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا یا مَاشَآءَاللّٰہ کے الفاظ کہنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ہم اپنے بچوں کو شاباش Weldone کہہ کران کا حوصلہ بڑھاتے ہیں کیونکہ میٹھے بول حوصلہ بڑھاتے ہیں۔ خاندان کا یونٹ قائم رکھنے میں تعریفی کلمات بہت اہم کرداراداکرتے ہیں۔ ساس بہو، نند بھابھی اگر ایک دوسرے کی تعریف شروع کردیں تو خاندانی معاملات سُدھر جائیں۔

تعریف اور ستائش میں میانہ روی مدنظر رہنی چاہئے۔ حد یا ضرورت سے زیادہ تعریف ہر دو اطراف میں نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ تعریف کرنے والے میں بھی جھوٹ کی آمیزش شامل ہوجاتی ہے۔ جو ایک گناہ ہے اوردوسری طرف جس کی تعریف کی جارہی ہو اس میں تکبر آجاتا ہے۔جو ہلاکت کی طرف لے جاسکتا ہے۔ تعریف میں کنجوسی سےکام بھی نہیں لینا چاہئے۔

ہمارے معاشرے میں ایک ماتحت کی اپنے افسر کی تعریف بہت پائی جاتی ہے۔ ایک حد تک تو یہ بھی جائز ہے لیکن جب ایسی باتوں کی تعریف شروع کردی جائے تو افسر میں پائی نہ جاتی ہوں تو یہ بھی گناہ ہے۔ پھر تعریف، حسد کابھی موجب بنتی ہے۔ آپ اگرکسی کے بچے کی تعریف کئے جائیں اور سامنے موجود کے شخص کے بچوں کے بارے کچھ نہ کہیں تو اس کے دل میں حسد پیدا ہوگا۔ بعض اوقات لوگ کسی کی تعریف پر ناراض ہو جاتے ہیں جو درست نہیں۔ صرف اپنے بچوں کی خوبیوں کے گُن نہیں گانے چاہئیں۔ہمارے معاشرے میں بالخصوص جماعت کے بچے ہمارے بچے ہیں۔ ان کی کارگزاری کو بھی سراہناضروری ہے۔

جماعت کاذکر ہوا ہے تو جماعت میں ایک دوسرے کے لئے تعریفی کلمات لازماً جماعت کی تقویت اور بڑھوتی کا موجب ہوں گے۔ دراصل تعریف یا تعریف کرنے والے کی طبیعت کی عکاسی کرتی ہے۔ انسان کی اچھی سوچ اجاگر ہوتی ہے۔

مندرج بالا امور کی تائید میں درود شریف کی مثال دی جا سکتی ہے۔ جس قدر اپنے سب سے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ پر درود بھیجیں گےاسی قدر ہم اپنے خالق حقیقی کے پیارے ہو جائیں گے۔ہم روزانہ اپنی زندگیوں میں مشاہدہ کرتے ہیں کہ فقیر ہمارا دل جیتنے کے لئے بالخصوص خواتین کے دل نرم کرنے کے لئے ان کے بچوں کے حق میں دعاؤں کی صدا بلند کرتاہے۔جیسے بی بی! تیرے بچے جیون،بی بی! تیری بچیاں نوں بھاگ لگن تو ماں کا دل پسیج جاتا ہے اور وہ فوراً فقیر کو حسب استطاعت دے کر روانہ کرتی ہے۔ یہ بھی ایک انداز ہے تعریف اور ستائش کا۔

(ابو سعید)

پیار سے ہو جائیں جو شیر و شکر

ملک میں مزدور جیسا دربدر کوئی نہیں
جس نے سب کے گھر بنائے اس کا گھر کوئی نہیں

اک تمہیں چاہا تھا میں نے تم تو رخصت ہوگئے
اب تمہارے بعد تم سا ہم سفر کوئی نہیں

حسن ان کا دیکھ کر سب لوگ اندھے ہوگئے
سب کی آنکھیں ہیں مگر اہلِ نظر کوئی نہیں

نفرتوں کی آگ میں سارا جہاں ہی جل گیا
پیار سے ہو جائیں جو شیر و شکر کوئی نہیں

آؤ ہم جائیں دونوں اے میرے اچھے رقیب
کیوں خفا ہوں اب حبیبِ باثمر کوئی نہیں

خاک سے کمتر ہے تو اے شمسؔ کیا کہتا ہے تو
جو تیری باتیں سنے ایسا نگر کوئی نہیں

ڈاکٹر محمد جلال شمسؔ۔لندن

زاہدہ یاسمین طارق

خلافت باپ کی شفقت،خلافت ماں کا سایہ ہے

لاک ڈاؤن کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا تذکرہ آج کل ہر طرف جاری ہے۔منفی پہلوؤں میں بیماری، خوف، دہشت، بیروزگاری، لمحہ بہ لمحہ بنتی بگڑتی اقتصادی و معاشی صورتحال ہے ۔جبکہ مثبت پہلوؤں میں حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جاں نواز اور پُر تسکین کلمات کے مطابق ہر گھر کا مسجد میں تبدیل ہوجانا ہے۔مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف پوری فرصت اور یکسوئی کے ساتھ توجہ، بچوں کو تدریسی نصاب کے علاوہ پہلے سے بڑھ کر جذبے کے ساتھ سُورتیں اور دُعائیں حفظ کروانا ، خُوش الحانی سے نظمیں پڑھنے کی ترغیب دیناہے۔کچھ دِنوں سے بچوں کے ساتھ سنتے ہوئے ایک نظم نوک زباں پر جاری رہنے لگی ہے۔ ’’خلیفہ دل ہمارا ہے‘‘اسی نظم کا ایک مصرع ہے کہ

’’خلافت باپ کی شفقت،خلافت ماں کا سایہ ہے‘‘

تو میرے دل نے مجھے خلافت کی برکات، والدین کی محبت اور میری ذات کو عجب انداز سے ایک مثلث، ایک تکون، ایک لائف سائیکل کی صورت میں رُوشناس کرایا۔مختصر کہا جائے تو یہ کہ خلافت زندگی ہے،آبِ حیات ہے،ایک نظامِ واحد کے ساتھ وابستگی،شیفتگی اور اطاعت کا نام ہےاور سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کا یہ سبق ہمیں والدین نے سِکھایا اور گزرتے ہر لحۂ زندگی نے ہمیں خلافت کے ساتھ یوں جوڑ دیا کہ ہر لحظہ خلافت پر ایمان کامل ، والدین کے سِکھائے گئے درسِ محبت اور دامنِ خلافت سے وابستہ رہنے کے سبق نے زندگی کے کڑے تیوروں کو ہنس کر برداشت کرنے کا سبق دیا اور ہر لمحہ یہ یقین پختہ تر ہوتا چلا گیا کہ ایک امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک طفلِ شیر خوار کی طرح دامنِ خلافت سے چمٹے رہنے میں ہی ہماری بقا ہے۔یوں والدین کی محبت، خاموش انداز سے تربیت اور احترامِ خلافت کا درس ہی ہماری زندگی کا نصاب مرکزی ٹھہرا۔

والدمحترم مکرم رانا اقبال الدین مرحوم واقف زندگی کے بزرگوں کا تعلق قادیان سے تھا۔گھر کا ماحول بھی دینی اور علم دوست تھا۔ہماری دادی جان محترمہ صادقہ ثریّا بیگم ایک عرصہ تک محلّہ دارالعلوم غربی حلقہ خلیل کی صدر لجنہ رہیں،اعلیٰ ذوق سخن کی حامل تھیں اور میری تینوں پھوپھیوں کو بھی ہمیشہ ہی کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین کی توفیق ملتی رہی لیکن میری والدہ مکرمہ ذکیہ اقبال ایک ایسے پسِ منظر سے تعلق رکھتی تھیں کہ جو دُنیاوی تعلیم،وسائل اور عہدوں کے لحاظ سے تو بہت آراستہ تھا لیکن بدقسمتی سے 1974ءکے بعد عملاً و اعلانیہ احمدیت سے منہ موڑ چکا تھا۔ ان حالات میں والدہ نے خود کو احمدیت پر قائم رکھا۔ والدین اور سوتیلے بہن بھائیوں کے احترام و مودّت کے حق بھی ادا کئے اور ہمیں ہر لمحہ دین میں فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ کے مصداق بنانے کے لئے بھی کوشاں رہیں۔اپنے اُس ماضی کو سوچوں تو ایک ہی نتیجہ پر پہنچتی ہوں کہ رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا کا وِرد ساری زندگی بھی زبان پر رہے تو اس قرض کی ادائیگی اور ہدیہ سپاس گزاری کا حق تشنہ اور اَدھورا ہی رہے گا۔

والد صاحب کو بطور واقف زندگی کارکن دَور خلافت ثالثہ تا 2007ء تین خلفائے احمدیت کے زیر سایہ دفتر پرائیویٹ سیکریٹری اور بعد ازاں بطور نائب آڈیٹر خدمت کی توفیق ملی ۔ہم ابو جان کے ساتھ بیٹھ کر ’’حضور کی باتیں‘‘ سننے کی خواہش کرتے تو بلاشبہ اُن کے چہرہ اور آنکھوں میں وہی الوہی سی چمک ہوتی کہ بقول فیضؔ

پھر نظر میں پھول مہکے،دل میں پھر شمعیں جلیں
پھر تصور نے لیا ہے اُس بزم میں جانے کا نام

خلفاء کی باریک بینی،فہم وفراست،انتہائی گہرے مشاہدے اور بلا کے حافظے کے واقعات،1991ءمیں جب حضرت خلیفتہ المسیح الربعؒ قادیان تشریف لے گئے تو ابو جان بطور اکاؤنٹنٹ دفتر پرائیویٹ سیکریٹری تقریباً ایک ماہ قبل قادیان گئے اور اسی طرح قافلوں کی ربوہ واپسی کے کافی دنوں بعد ربوہ واپس آئے تو وہ ذکرِ یار تھا کہ بس حضور کی عنایات و نوازشوں کا تذکرہ، عین کھانے کے وقت کارکنان کے لئے بھیجے گئے کسی لذیذ کھانے اور پھلوں کے تحفے کی یاد۔ حضور انور نے ابو جان کو دُعا کیا ہوا متبرک پین عنایت فرمایا جوہم بصد اصرار اور شوق اپنے امتحانات میں لے کر جاتے ، ہم بیٹیوں کے لئے تحفہ مرحمت فرمایا۔یہ مہر و وفا خلفاء کے ساتھ ساتھ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد کے لئے بہت تھی۔

مجھے یاد ہے کہ ہم ابو جان کو کہا کرتے تھے کہ ہمیں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ قمر الانبیاء کی شکل و صورت کے بارے میں بتائیں تو لذّت،کیف اور سُرور کا وہ رنگ چہرہ پر نمودار ہوتا کہ ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہوتا کہ حسنِ یار کا تذکرہ زیادہ دلکش ہے کہ ابّا کے چہرے کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا محبت اور عقیدت کا سمندر۔

کبھی ایسا اتفاق ہوتا کہ ابو جان پڑھائی لکھائی کے حوالے سے ہمارا جائزہ لیتے تو ضرور ذکر کرتے کہ میاں احمد صاحب(صاحبزادہ مرزا غلام احمد)کی لکھائی ایسی ہے کہ بلاشبہ موتیوں کی لڑی معلوم ہوتی ہے، نماز میں رقّت اور گریہ وزاری اگرچہ عبد و معبود کے درمیان رازو نیاز کا ایک سلسلہ ہے تاہم ہمیں نماز کی ادائیگی کی تاکید کرتے ہوئے ہمیشہ ہردو صاحبزادگان مکرم مرزا خورشید احمد و مکرم مرزا غلام احمد کی نماز کے حسن اور رقّت کی بات کرتے ہوئے خود ابو جان کی آنکھوں کے گوشے بھیگ جاتے کہ اُنہیں تقریباً روز ہی مسجد مبارک میں ان حضرات کے ساتھ نماز ادا کرنے کا موقع ملتا۔

والدہ بھی خاموش کارکنہ تھیں جو ہر جماعتی تحریک اور مجلسی مقابلہ جات میں سب سے آگے دیکھ کر انتہائی خوشی محسوس کرتیں، لمبا عرصہ تربیتی کلاس پر ، سالانہ کھیلوں پر ڈیوٹی کا موقع ملا، طبیعت میں جھجک کا مادہ تھا لیکن خواتین مبارکہ سے جب بھی ملنے کا موقع ملتا تو ذوق و شوق اور محبت سے آنکھیں چمک چمک جاتیں، اکثر بتاتیں کہ کسی جماعتی تقریب مثلاً سالانہ دستکاری نمائش یا پھر مجلس مشاورت کے ممبران کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیہ میں وہ ابو جان کے حوالے سے مدعو ہوتیں تو نہایت مزے سے بتاتیں کہ بی بی چھیرو(صاحبزادی امۃ النصیر بیگم بنت حضرت مصلح موعودؓ)مجھے فوراً پہچان گئیں اور فرمانے لگیں کہ اچھا تم صادقہ ثریّا لاہور والی کی بہو ہو نا، دیکھو ہر دفعہ تمہاری شکل بدل جاتی ہے لیکن میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔

ہمارے لئے جماعتی ڈیوٹیوں کے حوالےسے کبھی تاخیر کی صورت میں معمولی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا، ترجمۃ القرآن،قصیدہ،ہر چیز ہمیں سِکھانے بلکہ گھول کر پلانے کے لئے ہمہ وقت متحرک رہتی تھیں،مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ غالباً سورۂ واقعہ یا سورۂ یسین میں نے مکمل یاد کی تو تپتی دوپہر میں درمیانی پھپھو کے گھر بھجوا یا کہ جاؤ ابھی دادا ابو کو سنا کے آؤ حالانکہ وہ ملنے کی غرض سے وہاں گئے ہوئے تھے اور کچھ دیر میں ہی واپسی تھی۔

ہمارے ذہنوں میں یہ بات پختہ کردی تھی کہ برکت خلفائے احمدیت کے ساتھ ساتھ اُن کی جسمانی اولادکے ساتھ بھی وابستہ ہے۔1997ءمیں میرے میٹرک کرنے کے بعد مجھے دفتر لجنہ مرکزیہ لے گئیں کہ یہاں جو بھی کام ،خدمت،ڈیوٹی دی جائے وہ کرنا ہے۔ میں گھر آکر خواتین مبارکہ کے حسنِ اخلاق،انتظامی صلاحیتوں،وضع داری،سلیقے ، مہمان نوازی اور جماعتی اموال کے لئے اُن سب کے حددرجہ حساس ہونے کا ذکر کرتی تو وہ انتہائی خوشی اور دلچسپی سے سب سُنتیں اور میری خوش قسمتی پر نازاں ہوتیں۔میں خود بطور واقف زندگی لیکچرر نصرت جہاں کالج جب اپنے وقف کے بارے میں سوچتی ہوں تو یہ خدا تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور نعمت بے بہا اپنے سے بڑھ کر اپنے والدین کے لئے اس لئے بھی محسوس ہوتا ہے کہ میرے امی،ابّو کو اللہ نے اگرچہ نرینہ اولاد نہیں دی لیکن جس شفقت،محبت اور قدر کے ساتھ بیٹے کے نہ ہونے کا شکوہ کبھی بھی لب پہ لائے بغیر ہمیں پروان چڑھایا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بیٹی کے حق میں ہی اولاد کو وقف کرنے والی خواہش کو پورا کردیا،اے خدا! مجھے تا دمِ آخر اپنے وقف سے وفا اور انصاف کی توفیق عطا کرنا ۔ آمین

دل کے ہر گوشے سے بے اختیار یہ رقّت سے بھری دُعا نکلتی ہے کہ اے خدا ! ہم عہدِ خلافت سے وفا اور اطاعت کا حق ادا کرنے والے ہوں جس سے جڑے رہنے کی دُعا ہمیں ابّو جان نے اس وقت سِکھائی تھی جب پوروں پر پیارے آقا کو خط لکھنا شروع کیا، الٰہی! یہ بارِ امانت ہمیں اپنی نسلوں کو اُن آرزوؤں کے مطابق منتقل کرنے کی توفیق عطا کرنا جو ہمارے والدین کا اثاثہ تھیں۔

زندگی کی ہر آزمائش، ہر نفع و نقصان کا حساب کرنے بیٹھوں تو بعض اوقات بشری تقاضوں کے ماتحت دل افسردہ ہونے لگتا ہے تو اُنگلیوں کی پوروں پر اُن فضلوں کو گنتی ہوں جو خلافت کے اثمارِ شیریں ہیں ، بطور وقف زندگی مدرس نظارت تعلیم کی کارکن ہونا، صدر انجمن احمدیہ کے کاروانِ خدمت کا ایک حصہ ہونا ، ایک پُر سکون و پُر امن شہر کا باسی ہونا، اطاعت، وفا اور محبت کے ایسے نظام سے وابستہ ہونا جہاں ہم اپنے دامن کا ہر دُکھ کاغذ پر منتقل کرتے ہی بے فکر ہو جاتے ہیں کہ ہمارے واسطے دُعا شروع ہو چکی ہے۔سو میرے لئے مئی کا مہینہ جہاں تجدید عہد وفا کا مہینہ ہے ، خلافت کو ہر لحظہ اپنے عمل اور اپنی شبانہ روز دُعاؤں سے مستحکم کرنے کا مہینہ ہے، شکروسپاس کا مہینہ ہے کہ کس طرح خدا نے تیرگی کو روشنی سے ،گمان کو یقین پختہ سے بدلا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارے دیکھے اور اس کے ساتھ ساتھ رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا کے پہلے سے بڑھ کر وِرد کا مہینہ بھی ہے کہ آدابِ محبت اور درسِ اطاعت والدین نے سِکھایا بھی اور خُود کار بند ہو کر دِکھایا بھی۔

خلافت کی طرف سے ہر بشارت کی نوید آئے
خلافت سے محبت ہی تو سارا حسن و احساں ہے
خلافت سے مرے گھر میں ہے رونق جاودانی سی
اُتاروں دل کے آنگن میں خلافت کا جو فرماں ہے

MAKHZAN e TASAWEER IMAGE LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہم اعلان بابت تصاویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائے کرام

پرانی تصاویر خاص طور پر تصاویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائے کرام اُس زمانے کی میسر سہولیات کے تحت بنوائی گئی تھیں۔ اب دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض احباب جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصاویر کو جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ Edit کر کے سوشل میڈیا پر چڑھا دیتے ہیں۔اس طرح ازخود ان تصاویر کی Editing سے قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ابھی حال ہی میں سوشل میڈیا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تصویر Viral ہوئی جس کو ایک گروپ فوٹو میں سے نکال کر Edit کیا گیا تھا۔ یہ غلط طریق ہے کیونکہ اس تصویر میں آپ علیہ السلام کی داڑھی کا کچھ حصہ باقی چہرے سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا۔

لہٰذا ہدایت کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائے کرام کی منظور شدہ تصاویر استعمال کی جائیں اور ان میں کسی قسم کا ردوبدل نہ کیا جائے۔

مخزنِ تصاویر لندن

Tahir House, 22 Deer Park Road, London. SW19 3TL
Tel: +44 (0)20 8544 7630 | Fax: +44 (0)20 8544 7631 | email: info@makhzan.org | www.makhzan.org

صفیہ بشیر سامی

محراب

میں ایک محراب ہوں۔6جنوری 1920ء کو خیالوں اور سوچوں کے تانے بانے میں بن گئی یہ اس زمانے کی بات ہے۔ جب اس سوچ کو حقیقت کا روپ دھارنے میں کئی مشکلات کا سامنا تھا ۔ مگر چونکہ اس سوچ کے پیچھے الٰہی ’’ہستیاں‘‘ اور بلند عزم و ہمت تھی جس کی وجہ سے میں ایک معمولی ذرے سے بہت خاص ہو گئی ۔ 19جنوری 1924ء کا دن میری زندگی کا بہت خاص دن ہے۔ جب لندن کی ٹھٹھرتی سرد شام میں اینٹ گارے سے میری بنیاد رکھی گئی۔ اُس وقت کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ آنے والے دنوں میں یہ برفیلی بنیادیں کتنے زمانوں کو ایمان کی حلاوت سے گرم کریں گی۔ یہ میری خوش نصیبی کہ امام وقت نے قرآن پاک کی تلاوت کے بعد میرا سنگِ بنیاد رکھا ، لمبی دعا کروائی اور عصر کی نماز ادا کی۔میں تو اسی وقت اینٹ گارے سے خاص الخاص ہوگئی ۔ جب میری پیشانی پر پہلا سجدہ امام الزمان نے کیا۔میرا نام ’’مسجد فضل‘‘ تجویز ہوا۔ دنیاوی لحاظ سے اس سوچ کو مکمل کرنا بہت مشکل تھا مگر میں نے الٰہی جماعت میں قربانی کا وہ جذبہ دیکھا جو اپنی مثال آپ تھا۔ مرد تو مرد ، عورتوں نے بھی قربانی کے ایسے معیار قائم کئے جو چشم فلک نے کہیں اور نہ دیکھے ہوں گے ۔ میری تعمیر میں قریباً دو سال لگے اور 3۔اکتوبر 1926ء کو میری تکمیل ہوگئی ۔

پھر 3۔اکتوبر 1926ء باقاعدہ مسجد کا افتتاح ہوا ، مبلغین آئے اور مسجد آباد تو پہلے دن سے ہی ہوگئی تھی لیکن باری باری مختلف معزز مبلغ آتے رہے اور اُن کے آنسوؤں سے میرا ماتھا تر ہوتا رہتا ۔ بہت مبارک وجود آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی آئے جن کا میں نے ماتھا چوما اور اُن کے آنسو میں نے پیئے، اور یہ سلسلہ چلتا رہا ، میں خوش نصیب محراب ہوں مجھے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے آنسو بھی ملے،میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کے بہتے ہوئے آنسوؤں کا بھی مزا چکھا پھرمکرم مولانا شیخ مبارک احمد،مکرم مولانا بشیر احمد رفیق اور اسی طرح بہت سارے مبلغین کے آنسوؤں کی نمکینی میرے اندر اُتری ۔ اسی طرح مکرم مولانا عطاء المجیب راشد کی سسکیوں کی بھی میں گواہ ہوں ۔

میری قسمت کے بھاگ کھل گئے جب 1984ء میں خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن کو یہ اعزاز بخشا کہ وہ یہاں اپنا مستقل قیام فرمائیں گے اور پٹنی لندن مسجد فضل کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی رہائش گاہ میں بسیرا کریں گے اور صبح شام اللہ کے گھر یعنی مسجد فضل میں پانچوں نہیں بلکہ جمعہ اور مزید سجدوں کے لئے بھی یہی مسجد فضل کی محراب ہوگی اور میں خوش نصیب محراب اب ہر وقت اُن کے ماتھے کو بوسہ دونگی اور ایک بے چین اور اپنی جماعت کے لئے ہر وقت آنسوؤں سے تر ماتھا اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس محراب پر رکھ کر اپنے دل کی پکار اپنے اللہ تک پہنچائے گا ۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بے قراری سے تڑپتی ہوئی سسکیاں سُنیں، بہتی ہوئی آنکھوں سے اتنے آنسو دیکھے ہیں کہ جن سے سمندر بھی بھر جائے۔ اُن کی تڑپ ،بے چینی اُن کی التجائیں سب میرے اندر بچھی جائے نماز ہی جذب کرتی تھی اور اس تڑپ سے مانگی ہوئی دعاؤں کے نتیجے بھی نکلتے دیکھے جو وہ اپنے رب سے مانگتے تھے وہ پورے ہوتے ہوئے بھی میں نے دیکھا ہے۔ کیونکہ شکرانے کے آنسو بھی میرا ہی نصیب تھے مجھے اُن کے آنسوؤں کی اتنی عادت ہوگئی تھی کہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار رہتاکہ کب خلیفہ کا سجدہ مجھے ملے گا۔ مجھ پر یہ بھی گزری کہ خلیفہء وقت کی بیماری میں کمزور پڑتی ہوئی آہیں اور آنسو اپنے سینے میں جذب کئے ۔

میں نے 18 سال تک پیارے خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے سجدوں کا مزا لیا۔اُن کی بے چینیاں، اُن کے لمبے لمبے سجدے، اُن کی آہ و زاریاں، اُن کی بھیگی دعائیں اور ان کی بے قرار گریہ و زاری سب میں نے سُنے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کے دربار تک پہنچتے ہوئے دیکھے۔پھر وہ وقت بھی میرے دیکھنے میں آیا جب بہت لمبی بیماری کے بعد 2003ء میں پیارے خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے میری جدائی کا دن آ گیا بہت اُداس دن تھے مجھ محراب کا ماتھا تو کبھی خالی نہیں ہوا ۔الحمد للہ پانچوں وقت نماز کے لئے کوئی نہ کوئی اس محراب میں سجدہ ریز ہوتا ہی ہے مگر خلیفہ کا سر جب جھکتا ہے تو مزا کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ اللہ نے میری بھی دعاؤں کی جھولی خالی نہیں رہنے دی۔ ایک اور اللہ کا چنیدہ میرا دامن بھرنے آگیا ۔اللہ نے پھر میرے نصیب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے سجدے لکھ دیئے وہ خلافت کے ابتدائی دن،وہ پسیجا ہوا دل،وہ آنکھوں سے بہتا ہوا دل کا گداز پن،وہی تڑپ اور آہ وزاریاں ۔ بڑا مزا آیا۔میرامقدر سنور گیا میں یہ سب مال و متاع سمیٹ کے بہت پیار سے اپنے رب کے حضور پہنچاتی رہی اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں برستی بھی دیکھیں۔الحمدللہ۔ اللہ نے کبھی ان سسکیوں کو ضائع نہیں کیا بلکہ بہت بھاگ لگائے، بہت نوازا، ہماری جماعت کو فیض یاب کیا،دنیا میں جہاں جماعت پھیلتی جارہی ہے میرے جیسے منبرو محراب بنتے جارہے ہیں جو ہمہ وقت سجدوں سے مزین رہتے ہیں جن پر اللہ کے پیار کی نگاہیں پڑتی رہتی ہیں اور شان کریمی ان موتیوں کو چُن کر ساری زمین میں بیجوں کی طرح بکھیر دیتی ہے۔ الحمدللہ

میں ’’مسجد فضل‘‘ کی محراب قریباً 18 سال ان بارشوں میں بھیگتی رہی ان ہواؤں اور فضاؤں کی عادی ہوگئی ۔ اپنی جھولی میں خلیفۂ وقت کی دعاؤں کو سمیٹتی رہی ۔ بڑے مزے چکھے۔ پھر ایک دن ایسا آیا کہ پیارے خلیفہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا سے اپنا قیام اپنی مسجد یہاں سے اسلام آباد (ٹیلفورڈ) منتقل کرلی مجھے چھوڑ دیا۔ساری خوش نصیبی مسجد مبارک کے حصے میں آگئی اور اس کی محراب مالا مال ہوگئی۔میں بہت اداس ہوں گو کہ اللہ کے فضل سے میں ویسے ہی آباد ہوں مجھے بہت پیارے اپنے آنسوؤں سے سیراب کرتے رہتے ہیں مگر خلیفہ کے آنسوؤں کا جس کو چسکا لگ جائے پھر باقیوں سے وہ مزا نہیں ملتا ۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد مبارک کے لئے بہت خوش ہوں اُس محراب کو مبارک باد دیتی ہوں مگر اپنے پیارے محبوب،ہزاروں دلوں کی دھڑکن، پیارے آقا سے دلی گزارش ہے۔

کبھی تو پھیرا لگا جایا کریں--- ہمارے کوچے میں--- کوئی آپ کے بغیر بہت اداس ہے ۔ --آپ کے سجدے کی انتظار میں ہے --- وہی مزا لینے اور آنسو پینے کو بے قرار ہے --- فضا اداس ہے---آپ کے ہمسائے اداس ہیں--- یہاں کی چڑیاں کبوتر بھی اداس ہیں --- گلی کوچے والے اداس ہیں --- دو بوند پھر سے برسا جائیں میرے خشک سینے پر -----

والسلام
دعاگو
بہت اداس
آپ کی جدائی میں بے قرار
آپ کی محراب

ایک اچھی بات

آم کھانے کا درست طریق

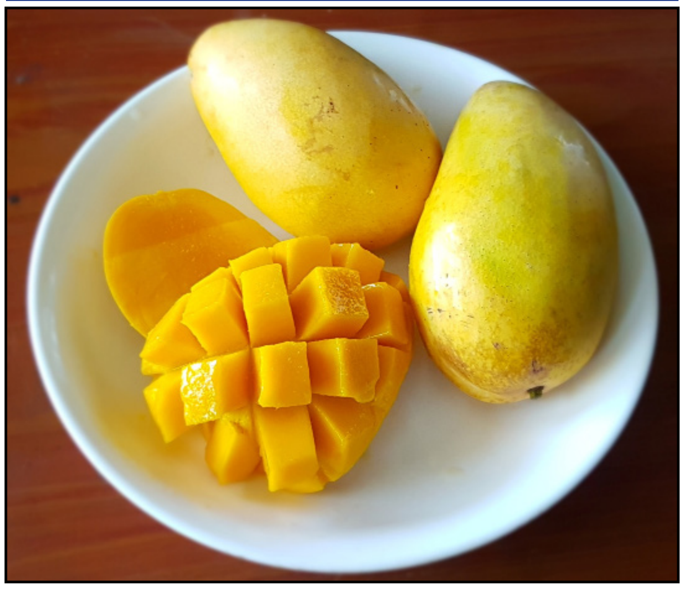

بعض پھل اور بعض ڈشز بہت ذائقہ دار ہوتی ہیں اور لوگ بہت مزے لے لے کر انہیں کھاتے ہیں۔مگر کچھ ڈشز اور پھل اکٹھے بیٹھ کر نہیں کھائی جا سکتیں جیسے سوّیاں اور پھینیاں۔اگر گھر میں یا کسی محفل میں بیٹھ کر کھائیں تو بہت عجیب محسوس کرتے ہیں اسی لئے بعض لوگ سوّیاں کھاتے وقت قینچی کا استعمال کرتے ہیں۔ قینچی کو بائیں ہاتھ میں پکڑ کرمنہ کے قریب سے سویوں کو کاٹ دیتے ہیں تا انسان محفل میں معیوب نہ لگے۔اسی طرح آم پھلوں کا بادشاہ کہلاتا ہےقریباً ہرکس وناکس کا پسندیدہ پھل ہے مگر کھانے میں اُتنا ہی مشکل ہے۔پُرانے وقتوں میں جب پھلوں کی قسمیں ایجاد نہ ہوئی تھیں ایک ہی آم تھا جو دیسی آم کہلاتا تھا اسے ذرا سا نرم کرکے چوس لیا جاتا تھا اور کھانے والا کوئی حجاب بھی محسوس نہیں کرتا تھا مگر آجکل آم سینکڑوں اقسام میں موجود ہے جسے کاٹ کر کھایا جاتا ہے۔مہذب گھروں میں تو خواتین چچ یا آئس کپ کے ذریعہ ڈکریاں نکال کر پیش کر دیتی ہیں گو یہ ایک مہذب طریق ہے لیکن آم کا ضیاع بہت ہوتا ہے۔اور اگرپھانکیں کاٹ کر کھایا جائے جیسا کہ بالعموم ہوتا ہے تو ہم سے اکثر پھانک پر دانت لگے حصہ کو اوپر کی طرف رکھتے جاتے ہیں۔دانتوں کے نشان دیکھ کر ساتھ بیٹھے ساتھی کا دل خراب ہوتا ہے۔پھانک پر دانت لگے حصہ کو نیچے کی طرف رکھنا چاہئے۔یہی کیفیت خربوزہ کھاتے وقت بھی ہے۔

ایشیا میں آجکل ان پھلوں کا موسم ہے۔اس لئے ان سے متعلقہ تہذیب اور ادب کی باتیں قارئین کے ساتھshareکر دی ہیں۔خاکسار نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ انسان خواہ کتنا بڑا آفیسر ہو یا بہت بڑےRankپر ہو اس کا مہذب ہونا کھانے کی میز (Dinning Table) پر دیکھا جا سکتا ہے۔

(ایڈیٹر)

ایک مؤثر نصیحت،ایک بہترین لائحہ عمل

عبدالباسط شاہد۔لندن

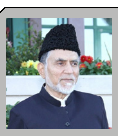

’’نہج البلاغہ ‘‘ ایک شہرہ آفاق کتاب ہے ۔جس میں حضرت علیؓ کے ارشادات خطبات اور مکتوبات جمع کئے گئے ہیں۔ ادب عربی میں اس کتاب کی اہمیت و افادیت بہت بلند و ارفع ہے۔ اسے چوتھی صدی کے آخر میں جناب سید رضی نے تالیف کیا۔ قطع نظر اس کے کہ بعض محققین کے نزدیک اس کتاب کا بہت سا مواد پایہ ثبوت تک نہیں پہنچتا اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اس میں یقینی طور پر جگہ بہ جگہ حضرت علیؓ کی طلاقت و بلاغت ضرور نظر آتی ہے۔

حضرت علیؓ نے مالک اشترؓ کو مصر کا گورنر مقرر کرتے وقت ایک ہدایت نامہ عطا فرمایا تھا ۔یہ ایک طویل مکتوب ہے مگر اس میں ایک حاکم اور امیر کے لئے ایسی نصائح اور رہنمائی موجود ہے جن پر عمل کرنا یقینی کامیابی کی ضمانت بن سکتا ہے۔ اس اہم اورموثر مکتوب کے ایک حصہ کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

’’یہ خدا کے بندے علیؓ امیر المومنین نے مالک بن حارث کے نام اسے مصر کا حاکم مقرر کرتے وقت، اس علاقہ کا محصول جمع کرنے، اس کے دشمنوں سے لڑنے، اس کے شہروں کی بہتری اور شہریوں کی بھلائی کے لئے حاکم مقرر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔اسے تاکید کی جاتی ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ قرآن کریم کے تمام احکام و نصائح کی پابندی کرے کہ اس کے بغیر کوئی نیکی اور بھلائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے دل ہاتھ اور زبان سے نصرت کروکیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کرنا اپنی ذمہ داری قرار دی ہوئی ہے۔ جو اس کی مدد کرتا ہے ۔ یہ بھی تاکید کی جاتی ہے کہ جاہ طلبی اور حُبّ دنیا سے کنارہ کش رہے کیونکہ انسانی دل اس طرح بدی کی طرف لے جاتا ہے سوائے اس کے جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

اے مالک تمہیں اس علاقے پر حاکم بناکر بھیجا جارہا ہے جہاں اس سے پہلے جابرانہ اور منصفانہ ہر طرح کی حکومتیں کام کرچکی ہیں۔ لوگ تمہارے کاموں کو بھی اسی طرح پرکھیں گے جس طرح تم اپنے حکام کو پرکھا کرتے تھے اور تم پر بھی اسی طرح تنقید کی جائے گی جس طرح تم تنقید کیا کرتے تھے۔ اچھا حاکم اپنی اس اچھی شہرت سے پہچانا جاتا ہے جو خدا تعالیٰ اس کے لئے لوگوں کے ذریعہ دنیا میں پھیلاتا ہے۔ تمہارا بہترین سرمایہ تمہارے اچھے کام ہیں۔اپنے جذبات کو ہمیشہ قابو میں رکھو اور کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کرو جو خلاف قانون ہو۔ اپنا محاسبہ کرتے رہنے سے انسان کئی برے کاموں سے بچ جاتا ہے ۔ عوام سے محبت اور رحم کرنے کی عادت پیدا کرو اور ان سے درندوں کی طرح درشتی سے پیش نہ آؤ کیونکہ عوام یا تو تمہارے اسلامی بھائی ہیں اور اگر وہ مسلمان نہیں ہیں تو تمہارے جیسے انسان تو ضرور ہیں۔ ان سے کمزوریاں ہوسکتی ہیں وہ دانستہ یا نادانستہ غلطیوں کا ارتکاب کرسکتے ہیں، مگر پھر بھی ان سے اسی طرح رحم کا معاملہ کرو جس طرح تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے رحم کا سلوک فرمائے۔ کیونکہ اللہ تمہارا ہی نہیں اس کا بھی حاکم و مالک ہے جس پر تمہیں حاکم مقرر کیا ہے۔

یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری آزمائش ہے کہ وہ دیکھے کہ تم عوام سے کس طرح پیش آتے ہو ۔خدا تعالیٰ کے مقابل آنے کی کبھی جسارت نہ کرنا کیونکہ نہ تو تم میں اس کی طاقت ہےاور نہ ہی اس کے رحم و کرم کے بغیر تم کچھ کرسکتے ہو۔

معافی اور درگزر پر کبھی نادم نہ ہو۔ غصہ اور جلد بازی میں کوئی کام نہ کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ میں حاکم ہوں اور میری ہر بات ضرور مانی جائے۔ اس طرح دلوں میں الجھن اور مذہب میں کمزوری آجاتی ہے اور انسان تباہی کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ اگر تمہارا اختیار و حکومت تم میں فخر و غرور پیدا کرے تو خدا تعالیٰ کی عظمت کی طرف نظر ڈالو جس کے اختیار کی کوئی حد نہیں ہے اور تمہیں تو اس طرح کا اختیار اپنی ذات پر بھی نہیں ہے۔ یہ سوچنے سے تم اپنے غرور اور بد مزاجی پر قابو پاکر اعتدال اور عقل کی طرف واپس آسکو گے۔ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی طرح بڑایا اس کے برابر نہ سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ مغرور و متکبر کو ضرور ذلیل کرتا ہے۔

ان لوگوں سے بھی انصاف اور برابری کا معاملہ کرو جو تمہارے نزدیکی اور مقرب ہیں اور جن کو تم پسند کرتے ہو۔ لوگوں کو بے جا دبانے اور ان پر ظلم کرنے والے کاخدا تعالیٰ دشمن ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی کا دشمن ہو جائے تو اس کی بیخ کنی کردیتا اور اسے پامال کرکے چھوڑتا ہے۔ ظلم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے محرومی کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا سنتا ہے اور ظالم کا خود مقابلہ کرتا ہے۔ تمہارے لئے پسندیدہ طریق وہی ہے جو حق و انصاف پر مبنی ہو اور جسے عام لوگ پسند کریں کیونکہ مخصوص افراد کے دلائل عوام کی متفقہ پسند کے مقابل پر رد کئے جانے کے قابل ہوتے ہیں۔

ایک حاکم کے لئے وہ شخص درد سر بنا رہتا ہے جو مشکل میں مدد گار نہ ہو اور معقول طریق کو پسند نہ کرتا ہو ۔ حسن سلوک پر شکر گزار نہ ہوتا ہو اور کوئی وجہ اور دلیل نہ سمجھتا ہو اور قوت برداشت کم رکھتا ہو اور بے جا مطالبات کرنے کا عادی ہو۔

کسی جماعت کے عام آدمی ہی مذہب کے ستون، قوم کی طاقت اور دشمنوں کے خلاف دفاع کا ذریعہ ہوتے ہیں اس لئے تمہیں ہمیشہ ان کا خیال رکھنا چاہئے ۔ تمہارے لئے سب سے زیادہ ناپسندیدہ وہ شخص ہونا چاہئے جو لوگوں کی کمزوریوں کی ٹوہ میں لگا رہے کیونکہ لوگوں میں کمزوریاں تو ہوتی ہیں اور حاکم کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ان کی پردہ پوشی کرے۔ تمہاری ذمہ داری تو صرف انہی امور کی اصلاح کی حد تک ہے جو سامنے اور ظاہر ہیں۔ پوشیدہ امور کو خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو وہ جیسے چاہے سلوک فرمائے۔ لوگوں سے درگزر کا معاملہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ان امور کے متعلق جو تم ظاہر نہیں کرنا چاہتے تمہاری پردہ پوشی فرمائے گا۔

نفرت اور دشمنی کی ہر گرہ کو کاٹ کر پھینک دو۔ جو بات پوری طرح واضح نہ ہو اس کے متعلق چشم پوشی کا طریق رکھو۔ کسی چغل خور کی بات ماننے میں جلدی نہ کروکیونکہ چغل خور اگرچہ خیر خواہ نظر آتا ہے مگر وہ دھوکے باز ہے۔ کسی کنجوس کو اپنے مشیروں میں شامل نہ کرو۔ وہ تمہیں سخاوت سے محروم رکھے گا۔ نہ ہی کسی بزدل کو مشیر رکھوکیونکہ وہ کوشش کرے گا کہ تم اپنے آپ کو کمزور ہی سمجھتے رہو۔ کوئی لالچی بھی تمہارا مشیر نہیں ہونا چاہئے ۔وہ تمہیں ناجائز ذرائع سے مال جمع کرنے کی رغبت دلاتا رہے گا۔ کنجوسی، بزدلی اور لالچ اگرچہ تین مختلف برائیاں ہیں مگر ان تینوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے متعلق بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ اچھا مشیر وہی ہوسکتا ہے جو تمہارے سامنے سچ بات کہنے کی جرأت و صلاحیت رکھتا ہو اور وہ تمہارے رجحان کو دیکھ کر تمہارے ایسے کاموں کی تعریف نہ شروع کردے۔ جو اولیاء اللہ کی شان سے بعید ہوں۔ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو خدا کا خوف رکھنے والے اور صداقت شعار ہوں اور انہیں یہ موقع نہ دو کہ وہ بلاوجہ تمہاری تعریف کرتے رہیں کیونکہ خوشامد تکبر پیدا کرتی اور راہ راست سے دور لے جاتی ہے۔‘‘

سجدۂ تلاوت کرنا مستحب ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُکِیًّا۔

ترجمہ: جب اُن پر رحمان کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں وہ سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے ہیں ۔

(مریم: 59)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ جب ابن آدم سجدے کی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رونے لگ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے: ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا، اُس نے سجدہ کر لیا، اُس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم ہوا تھا، میں نے (سجدہ کرنے سے) انکار کر دیا ، میرے لئے جہنم ہے۔

(ابن ماجہ، إقامة الصلاة والسنة فيها، سجود القرآن)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ۔ نبی کریم ﷺ جب سجدہ تلاوت والی سورت کی تلاوت فرماتے تو سجدہ کرتے اور ہم بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ کرتے حتیٰ کہ ہم میں سے بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی تھی۔

(صحيح البخاري، کتاب الجمعة، باب من لم يجد موضعا للسجود)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں۔

سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ کہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا اور آپؐ کے ساتھ مسلمانوں نے اور تمام مشرکوں اور جنّات و انسانوں نے بھی سجدہ کیا۔

(صحيح البخاري، کتاب تفسير القرآن، باب فاسجدوا للّٰہ واعبدوا)

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں۔ قَرَأْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيهَا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو سورۃ نجم پڑھ کر سنائی تو آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا۔

(صحيح البخاري، کتاب الجمعة باب من قرا السجدة ولم يسجد)

اصل میں سجدہ تلاوت کرنا مستحب ہے لیکن اگر کوئی سجدۂ تلاوت نہیں کرتا تو اُس پر کوئی گناہ نہیں ۔ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ اے لوگو ! ہم سجدہ کی آیات سے گزرنے والے ہیں فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ پس جس نے سجدہ کیا تو اُس نے اچھا کیا اور جو سجدہ نہ کرے اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

(صحيح البخاري، کتاب الجمعة ، باب من رای ان اللّٰہ عزّ وجل)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

آنحضرت سے یہ بھی ثابت ہے کہ سجدے کی آیت پڑھی گئی۔ آپؐ نے سجدہ نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سختی سے لوگ عمل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ویسی سختی نہیں کی۔ روح سجدہ ریز ہونی چاہئے۔ اصل بنیادی بات یہ ہے اور جسم کا سجدہ ساتھ ہو جائے تو بہتر ہے لیکن اگر جگہ نہ ہو، توفیق نہ ہو تو کوئی بھی حرج نہیں۔ اُس وقت وہاں سجدہ نہ کیا جائے ،بعد میں گھر جا کے کر لیا جائے۔ مگر آج کل کے لوگ جو ہیں یہ بہت زور دیتے ہیں اس بات پر کہ جہاں سجدہ ہو وہیں کرو ....سجدہ جہاں تک توفیق ہو کر نا چاہئے ۔ گندی جگہ ہو،نہ کر سکے تو پھرآپ گھر

باقی صفحہ 7 پر

پروفیسر مجید احمد بشیر

سقوط شہب کی پیشگوئی۔شہب کا تماشہ

موعود زمانہ میں شُہب کے کثرت سے گرنے کی پیشگوئی

گزشتہ دنوں سائنسی حلقوں میں ایک یہ خبر گردش کرتی رہی کہ مورخہ 29 اپریل 2020ء کو تقریباً سوا میل چوڑا ایک سیّارچہ یعنی asteroid ایسٹرن ٹائم زون کے مطابق صبح 5:56 پر زمین کے پاس سے گزرے گا۔ یہ سیّارچہ جس کو 1998OR2 کا نام دیا گیا ہے کیونکہ 1998ء میں پہلی دفعہ ناسا کی ایک آبزرویٹری نے پتہ لگایا تھا۔ اگر یہ ہماری زمین سے ٹکرا جاتا تو شاید انسانی تہذیب کی بقا ہی خطرے میں پڑ جاتی۔ لیکن اس میں کسی پریشانی کی بات نہیں کیونکہ یہ زمین سے تقریباً 39 لاکھ میل یا 63 لاکھ کلومیٹر کے فاصلہ سے گزر گئی۔اس فاصلے کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ یہ زمین سے چاند تک کے فاصلہ کا 16 گناہے۔

پھر ایک اور خبر یہ سامنے آئی کہ مورخہ 5 مئی 2020ء کو سحر کے وقت شہب کا تماشہ جسے eta aquarids کا نام دیا گیا ہے اپنے عروج پر ہو گا۔ یہ دراصل پہلے (halley) دم دار ستارے کے ذرات ہیں۔ اس سے پہلے یہ تماشہ دنیا نے 1986ء میں دیکھا تھا اور آئندہ آج سے 41 سال بعد 2061ء میں نظر آئے گا۔ ایک خیال ہے کہ وہ لوگ جو 1983ء میں پیدا ہوئے تھے ان کے لئے تقریباً 50 فیصد چانس ہو گا کہ وہ اس شہب کی بارش کو دیکھ سکیں گے۔

باقی دم دار ستاروں کی طرح یہ ستارہ بھی (cosmic litterbug) کائناتی گندگی پھیلانے کا باعث بنتا ہے۔تقریباً ہر 76 برس کے بعد یہ سورج سے بہت قریب سے گزرتا ہے اور اپنے مدار میں اپنے پیچھے ملبے کا ایک دریا چھوڑتا چلا جاتا ہے اور جب زمین اس ملبے سے ٹکراتی ہے تو ستارے کے یہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے زمینی فضا میں بڑی تیزی سے داخل ہوتے ہیں اور اپنے پیچھے روشنی کی ایک لکیر سی چھوڑتے ہیں جسے ہم ٹوٹا ہوا ستارہ (shooting stars) کا نام دیتے ہیں۔

دراصل سورج، چاند اور ستاروں کے علاوہ بھی کئی قسم کے اجرام فلکی ہیں۔ اصل مضمون کی طرف آنے سے قبل قارئین کی دلچسپی کے لئے چند کے بارہ میں مختصراً بتا دوں کہ

سیارچہ (asteroid) 10 میٹر سے بڑے پتھر یا دھات یا پتھر اور دھات سے بنے جرم فلکی کو کہتے ہیں جوزیادہ تر مریخ اور مشتری کے بیچ میں سورج کے گرد گھومتا ہے۔ پھر قدرے چھوٹے اجسام دم دار ستارے (comets) ہیں جو کہ زیادہ تر برف ، اور مٹی کے بنے ہوتے ہیں۔ان میں سے کئی تو میلوں بڑے بھی ہوتے ہیں۔ یہ بھی سورج کے گرد گھومتے ہیں اور سورج کے قریب پہنچنے پر گیس اور ڈسٹ کی پھوار چھوڑتے ہیں جو ایک دم کی شکل میں نظر آتی ہے۔ان کی باقیات شہابیے بننے کا موجب بنتی ہیں۔ شہابیے (meteoroids) عام طور پر ریت کے ذرے سے لے کر بیٹے (گول پتھر) تک کا سائز لئے ہوئے ، دھات یا پتھر سے بنے ہوتے ہیں اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ جب یہ فضا میں داخل ہوتے ہیں تو جلنے کی وجہ سے اپنے پیچھے روشنی کی لکیر بناتے ہیں، جس کو ٹوٹا ستارہ shooting star (or falling star بھی کہتے ہیں۔ اور ان کے مجموعے کو شہابیوں کی بارش (meteor shower) کہتے ہیں۔ ایسا سیارچہ یا شہابیہ جو بغیر جلے زمین سے ٹکرا جائے شہابی پتھر (meteorite) کہلاتا ہے۔ سائز میں قدرے بڑے اور روشن شہابیے جو کہ سیارے زہرہ سے بھی روشن شہابیے ہوتے ہیں ان کو آگ کا گولہ (fireball) اور جو آواز کے ساتھ ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں انہیں (bolide) کہتے ہیں۔بعض دفعہ آسمان میں کچھ پراسرار چیزیں جیسے اڑن طشتری وغیرہ جن کی واضح طور پر شناخت نہیں ہو سکی اور نہ ہی ابھی تک کوئی سائنسی وضاحت ہے ہاں ان کے بارہ میں مختلف جگہوں پر مبہم شہادتیں ضرور ملتی ہیں۔ان کو ”یو ایف او“ (UFOs- unidentified flying objects) کہتے ہیں۔ امریکہ میں ان کو دیکھنے کے لئے شوق کے رجحان میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

اس مختصر سے تعارف کے بعد اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ۔(التکویر:3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ اس قرآنی آیت کی تفسیر میں اس آیت کے یہ معنی بھی لئے ہیں کہ موعود زمانہ میں شُہب کثرت سے گریں گے۔چنانچہ یہ پیشگوئی اس وقت بڑی واضح طور پر پوری ہوئی جب 28 نومبر 1885ء کو اس کثرت سے شُہب گرے کہ فضاءآسمان میں ہر طرف شعلے چلتے

(http://www.popsci.com/science/article/2013-02/fyi-do-meteor-showers-ever-run-out-meteors)

ہوئے نظر آئے جس پر یورپ، امریکہ اور ایشیاء کے اخبارات نے اس نظارۂ قدرت کو عجوبہ قرار دیا۔

(تفسیر کبیر مصنفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی جلد 8 صفحہ 202-203)

اب تو اس کو شہابیوں کی بارش (meteor shower) کا نام دیا گیا ہے۔ اور باقاعدہ پوری دنیا میں مختلف جگہوں پر اس آسمانی مظاہرے کا نظارہ کرنے کے اوقات پہلے ہی بتا دیئے جاتے ہیں۔ مثلاً 2020ء کے کیلنڈر کے مطابق درج ذیل تاریخوں کا پہلے ہی اعلان کیاجا چکا ہے۔

- Quadrantids:

4 جنوری کو اپنے عروج پر تھا

- Lyrids:

16 اپریل تا 30 اپریل کے درمیان 21 اور 22 اپریل کو اپنے عروج پر

- Eta Aquarids:

19 اپریل سے 28 مئی تک ، 4 اور 5 مئی کو عروج پر۔ یہ دراصل جنوبی نصف کرۂ عرض پر واقع ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اس کو اور کئی مقامات پر بھی کسی حد تک دیکھا جا سکتا ہے۔

- Alpha Capricornids

3 جولائی سے 15 اگست تک 29 اور 30 جولائی کو بام عروج پر۔ اس میں فی گھنٹہ تعداد کوئی زیادہ نہیں ہوتی لیکن یہ کبھی کبھار فائر بالز پھینکتا ہے۔

- Perseids:

17 جولائی تا 26 اگست، 11 اور 12 اگست کو اپنے عروج پر دیکھا جا سکتا ہے۔یہ تماشہ سب سے مقبول ہے۔لوگ اس کو دیکھنے کے لئے خاص تردد کرتے ہیں اور کیمپنگ کرتے ہیں۔ اس سے بہتر اور کیا چیز ہو گی کہ رات کھلے آسمان کے نیچے تاروں کی چھاؤں میں گزاری جائے۔

- Orionids:

2 اکتوبر سے لے کر 7 نومبر تک اور 21 اور 22 اکتوبر کو عروج پر

- Northern Taurids:

20 اکتوبر سے 10 دسمبر تک اور 11 اور 12 نومبر کو عروج پر

- Leonids:

6 نومبر سے 30 نومبر تک اور 16 اور 17 نومبر کو عروج پر

- Geminids:

4 دسمبر سے 17 دسمبر تک، 13 اور 14 دسمبر کو عروج۔یہ سال کا سب سے طاقتورشہابیوں کا طوفان ہوتا ہے۔اور آدھی رات سے پہلے آپ زیادہ بہتر مظاہرہ دیکھ سکتے ہیں۔کوشش کر کے دیکھ لیں۔

- Ursids:

17 دسمبر تا 26 دسمبر جس میں 22 اور 23 دسمبر کو یہ اپنے عروج پر ہو گا۔

ان میں سے گرمیوں میں perseids اور سردیوں میں geminids ہیں۔شہب کا یہ تماشہ دیکھنے کے لئے کسی دور بین کی ضرورت نہیں۔ بس صحیح مقام ، صاف آسمان اور اندھیری رات چاہیے۔

پھر جیسا کہ فرمایا۔

وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا ۔ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا (الجن:9-10)

آنحضرت ﷺ کی آمد کے بارے میں قرآن کریم کی عظیم الشان پیشگوئی کا ظہور والے باب میں ان آیات کو حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کی صداقت کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 103-106 حاشیہ)

لیکن ساتھ ہی آپؑ نے اسے اپنی شہادت کے طور پر بھی بیان فرمایا ہے۔ اپنی سرگذشت کی نسبت ایک حکایت میں آپ 28نومبر 1885ءکی کثرت شہب کا حال بیان فرماتے ہیں:

’’ابن کثیر نےاپنی تفسیر میں سدی سے روایت کی ہے کہ شہب کا کثرت سے گرنا کسی نبی کے آنے پر دلالت کرتا ہے۔یا دین کے غلبہ کی بشارت دیتا ہے.....ان تمام صورتوں میں ایسے ایسے آثار آسمان پر ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے انکار نادانی ہے کیونکہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں ہے.... 28نومبر 1885ء کی رات کو ...اِس قدر شہب کا تماشہ آسمان پر تھا جو میں نے اپنی تمام عمر میں اس کی نظیر کبھی نہیں دیکھی...اُس وقت یہ الہام بکثرت ہوا تھا کہ وَمَارَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی سو اس رمی کو رمی شہب سے بہت مناسبت تھی۔یہ شہب ثاقبہ کا تماشہ جو 28 نومبر 1885ء کی رات کو ایسا وسیع طور پر ہوا جو یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے عام اخباروں میں بڑی حیرت کے ساتھ چھپ گیا ... لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ سب سے زیادہ غور سے اس تماشہ کے دیکھنے والا اور پھر حظّ اور لذت اٹھانے والا میں ہی تھا...جس کو میں صرف الہامی بشارتوں کی وجہ سے بڑے سرور کے ساتھ دیکھتا رہا...حضرت مسیحؑ کی گرفتاری کے بعد اول شہب شہب ثاقبہ اور پھر ایک زمانہ آتش پورے ایک برس تک جوّ آسمانی میں دکھائی دیا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ108۔114حاشیہ)

شہابیوں پر تحقیق انتہائی دلچسپ ہے۔ لیکن اس کی حقیقت کیا ہے۔ سائنسدانوں کے مطابق اس بارہ میں یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ کب شہاب ثاقب دیکھے جا سکتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہےسال کے مختلف حصّوں میں اس تماشہ کو دیکھنے کی ممکنہ تواریخ کا باقاعدہ کیلنڈر شائع کیا جاتا ہے۔

کسی نے کیا ہی خوب لکھا ہے کہ

Remember … meteor showers are like fishing. You go, you enjoy nature … and sometimes you catch something.

یاد رکھیں ! شہابیوں کو دیکھنا ایسا ہی ہے کہ آپ فشنگ کے لئے جائیں...قدرت کا نظارہ کریں .... اور بعض دفعہ شاید کچھ ہاتھ لگ ہی جائے۔یعنی شاید ہمیں یہ منظر دیکھنے کو مل ہی جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے شہب ثاقبہ کے بارہ میں چند انتہائی اہم حقائق پیش فرمائے ہیں۔جو یقیناً قارئین کی دلچسپی کا باعث بنیں گے۔آپؑ فرماتے ہیں:

’’نئی روشنی کے محقق شہب ثاقبہ کی نسبت یہ رائے دیتے ہیں کہ وہ درحقیقت لوہے اور کوئلہ سے بنے ہوئے ہوتے ہیں جن کا وزن زیادہ سے زیادہ چند پونڈ ہوتا ہے اور دُمدار ستاروں کی مانند غول کے غول لمبے بیضوی دائرے بناتے ہوئے سورج کے اردگرد جوّ میں پھرتے ہیں۔ ان کی روشنی کی وجہ درحقیقت وہ حرارت ہے جو اُن کی تیزیٔ رفتار سے پیدا ہوتی ہے...جب آفتاب بُرج اسد یا میزان میں ہوتو..کثرت شہب ثاقبہ کی توقع کی جاتی ہے۔اور اکثر 33 سال کےبعد یہ دورہ ہوتا ہے۔لیکن یہ قاعدہ کُلّی نہیں..اگرچہ 14 نومبر 1833ء اور 27 نومبر1885ء کو کثرت سے یہ واقعہ ظہور میں آنا اُن کے قواعد مقررہ سے ملتا ہےلیکن..یہ واقعہ نہایت فرق کے ساتھ ان تاریخوں سے بہت دور بھی وقوع میں آیا ہے چنانچہ دہم مارچ 1521ء اور 19 جنوری 1135ء اور ماہ مئی 610ء میں جو کثرت شہب ثاقبہ وجود میں آئے اُس میں ان تمام ہیئت دانوں کو بجز سکتہ حیرت اور کوئی دم مارنے کی جگہ نہیں۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ115۔116حاشیہ)

بہرحال شہب تو ہمیشہ گرتے ہیں مگراُن کے گرنے سے ہمیشہ نبی ظاہر نہیں ہوتے۔ کاہنوں کے لئے اس بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہ تھا کہ کثرت سقوط شہب کی کسی نبی اللہ کے ظہور پر دلالت ہے کیونکہ اُن کے شیاطین کثرت شہب کے ایام میں سماوی اخبار سے بکلی محروم رہتے تھے۔ قرآن کریم سے شہب کی نسبت بھی یہی مستنبط ہوتا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ علم حکمت کے محققوں نےشہب ثاقبہ وغیرہ کے پیدا ہونے کی اور وجوہ لکھی ہیں۔ یہ دعویٰ بھی بالکل بیہودہ اور بے اصل ہے کہ حال کے طبعی اور ہیئت کے تمام مباحث اور جمیع جُزئیات یقینی اور قطعی طور پر تجارب کے ذریعہ سے ثابت کئے گئے ہیں ہاں یہ سچ ہے کہ بعض مسائل تجارب کے ذریعہ سے کسی قدر صاف ہو گئے ہیں مگر ان کو باقی ماندہ مسائل کی طرف وہ نسبت ہے جو شاذونادر کو کثیر الوجود کی طرف ہوتی ہے۔لیکن اس میں شک نہیں کہ شہب ثاقبہ وغیرہ امور کی نسبت یورپ کی نئی تحقیقاتیں پوری تحقیق کے مینار تک ہرگز نہیں پہنچیں اور شبہات سے پُر ہیں۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے،اس وقت بھی جب کہ اس مضمون کو ضبط تحریر میں لایا جا رہا ہے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان کے طور پر شہب ثاقب کی بارش جاری ہے۔

آنحضرتﷺ کی پیشگوئی جو پُر شوکت انداز میں ظہور پذیر ہوئی۔

الغرض چمنِ اسلام کی تازگی و شگفتگی اب صرف اور صرف اسی موعود اقوام کے دم قدم سے وابستہ کر دی گئی ہے۔ آپؑ کا پیغام ہی اب پیغام اسلام کہلائے گا۔ آپ نے اس عظیم انقلاب کی داغ بیل ڈال دی ہے جس کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔ اس حقیقت کا آپ نے بڑے ہی پُر شوکت انداز میں اظہار فرمایا ہے۔ میں اس جگہ آپؑ کے وہ الفاظ نقل کرتا ہوں تا آپؑ کی عظمت و بزرگی ظاہر ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہوگیا ہے................اے تمام لوگو سُن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ64،66)

امام الزمان کی یہ پیشگوئی ہمارے شاندار مستقبل کی منظر کشی کر رہی ہے جس کی طرف ہمارا نصب العین ہمیں کھینچے لیئے چلے جا رہا ہے۔ اور یہی وہ راستہ ہے جس پر ہم سب کو رواں دواں ہونا ہے۔

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیوں بیٹھے ہو تم لیل و نہار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

****

آج کی دعا

- رَبِّ نَجِّنِیۡ مِنۡ غَمِّیۡ

(تذکرہ صفحہ105)

ترجمہ:’’اے میرے رب! مجھے میرے غم سے نجات بخش دے‘‘

- رَبِّ اِنِّیۡ اَخۡتَرۡتُكَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ (تذکرہ صفحہ 655)

ترجمہ:’’اے میرے رب! میں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کر لیا‘‘

- ھَوَشَعۡنَا (تذکرہ صفحہ106۔ یہ عبرانی کے الفاظ ہیں)

ترجمہ:’’یعنی اے خدا تعالیٰ میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی عطا فرما‘‘

یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غم اور مشکلات سے رہائی پانے کی دعائیں ہیں۔ ان دعاوں کو آج کل کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کل عالم کی خیر کے جلد سامان فرما دے۔ پوری انسانیت کو اس وباء سے جلد نجات عطا فرمائے۔ آمین

قدسیہ محمودسردار

بقیہ از صفحہ5۔ سجدہ تلاوت

جا کے سجدہ کر (سکتے) ہیں ۔ اب رستہ چلتے بعض دفعہ تلاوت ہورہی ہے۔ آواز باہر آرہی ہے اور اُس میں سجدہ آجائے تو آدمی سڑک پر سجدہ کرے گا، تو یہ نہیں ہو سکتا تو ظاہری باتوں پر بہت زور نہیں دینا چاہئے بلکہ روحانی لحاظ سے سمجھنا چاہئے۔اصل سجدہ روح کا ہے۔ بعض جگہ آتا ہے جب لوگ رکوع کر رہے ہوں تم بھی رکوع کرو۔ تو کیا رستہ چلتے خدا کے گھر میں اگر رکوع ہو جائے تو سارے رکوع کر کے چلنے لگ جائیں گے۔یہ سارے توہمات ہیں۔ آنحضرتﷺ نے ان سب توہمات کو دُور کیا ہے ۔ اصل رکوع بھی روح کا ہے اور اصل سجدہ بھی روح کا ہے۔

(لجنہ سے ملاقات۔ الفضل 8 مئی2000ء۔
ریکارڈنگ 9 جنوری2000ء)

نیز سوال ہوا کہ جب قرآن کریم کی تلاوت کے دوران سجدے کا مقام آتا ہے کیا قبلہ رو ہو کر سجدہ کرنا ضروری ہے؟ آپؒ نے فرمایا۔ قبلہ رو ہونا ضروری نہیں۔

(مجلس عرفان۔الفضل 13۔اپریل2000ء،
ریکارڈنگ 4 فروری2000ء)

قرآن مجید میں سجدہ کیوں آتا ہے اور کیسے ادا کرنا چاہئے؟ آپؒ نے فرمایا۔ قرآن مجید میں جو سجدہ آتا اُس کا بعض دفعہ مضمون خود بتا دیتا ہے کہ یہاں سجدہ کرنے کی طرف طبیعت مائل ہورہی ہے اور سجدے کچھ رسول اللہﷺ نے خود مقرر فرمائے تھے کہ یہاں سجدہ کرنا چاہئے۔ کچھ بعد کے عُلماء نے سجدے تجویز کئے۔ تو جہاں تک سجدے کا تعلق ہے اگر زمین صاف ہو اور پاک ہو اور سجدہ آجائے تو وہاں سجدہ کر لینا ٹھیک ہے ۔ لیکن اگر گندی جگہ ہو اور زمین صاف نہ ہو تو انسان گھر جا کے سجدہ کر سکتا ہے۔

(اطفال سے ملاقات۔ الفضل 16 مارچ 2000ء،
ریکارڈنگ 26جنوری 2000ء)

****

فراز یاسین ربانی ۔ گھانا

دعوت الی اللہ

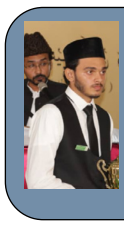

انبیاء علیہم السلام کی منزل مقصود خدا واحد کا فہم ،ادراک اور محبت لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنا ہے۔ اس امر کی تکمیل میں وہ ایک جماعت تیار کرتے ہیں جو ان کی معاون و مددگار ہوتی ہے۔ یہ ایک نہایت مبارک شیوہ ہے جس کی توفیق اس زمانہ میں صرف اور صرف ایک جماعت کو حضرت مسیح موعودؑ کے فیض کی بدولت حاصل ہے یعنی جماعت احمدیہ۔ اس مبارک امر کے متعلق آیات قرآنیہ ، احادیث نبویہ ﷺ اور اقوال حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ میں سے چند ایک کا ذکر پیش ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (آل عمران: 105)

ترجمہ: اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بُری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ (آل عمران: 111)

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ بخدا تیرے ذریعے ایک آدمی کا ہدایت پاجانا، تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے زیادہ بہتر ہے۔

(مسلم کتاب الفضائل الصحابہ باب فضائل علی بن طالب)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل کتاب الادب)

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"خدا تعالیٰ چاہتاہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرّق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحِد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اَخلاق اور دُعاؤں پر زور دینے سے"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

آپ علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

پھر فرمایا۔

"یہ صحیح ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ ابتداءً اہل دنیا اُن کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اُسے قسم قسم کی تکلیفیں دیتے اور اس کی راہ میں روڑے اَٹکاتے ہیں۔ کوئی پیغمبر اور مرسَل نہیں آیا جس نے دکھ نہ اُٹھایا ہو، مکار، فریبی، دکاندار اس کا نام نہ رکھا ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ کروڑہا بندوں نے اس پر ہر قسم کے تیر چلانے چاہے۔ پتھر مارے، گالیاں دیں۔ انہوں نے کسی بات کی پروا نہیں کی۔ کوئی امر اُن کی راہ میں روک نہیں ہوسکا۔ وہ دنیا کو خدا تعالیٰ کا کلام سناتے رہے اور وہ پیغام جو لے کر آئے تھے۔ اس کے پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ اس تکلیفوں اور ایذاءرسانیوں نے جو نادان دنیاداروں کی طرف سے پہنچیں ان کو سست نہیں کیا بلکہ وہ اور تیز قدم ہوتے یہانتک کہ وہ زمانہ آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے وہ مشکلات ان پر آسان کر دیں اور مخالفوں کو سمجھ آنے لگی اور پھر وہی مخالف دنیا ان کے قدموں پر آگری اور اُن کی راستبازی اور سچائی کا اعتراف ہونے لگا۔ دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے بدل دیتا ہے۔ یقینا یاد رکھو۔ تمام انبیاء کو اپنی تبلیغ میں مشکلات آئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ جو سب انبیاء علیہم السلام سے افضل اور بہتر تھے۔ یہانتک کہ آپ پر سلسلہء نبوت اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا یعنی تمام کمالات نبوت آپ پر طبعی طور پر ختم ہو گئے۔ باوجود ایسے جلیل الشان نبی ہونے کے کون نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کو تبلیغ رسالت میں کس قدر مشکلات اور تکالیف پیش آئیں اور کفار نے کس حدتک آپؐ کو ستایا اور دُکھ دیا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 152)

- ہم اپنی طرف سے بات پہنچادینا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا۔ اسی واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے۔ تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 590)

- عوام الناس کے کانوں تک ایک دفعہ خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچادیا جاوے کیونکہ عوام الناس میں ایک بڑا حصّہ ایسے لوگوں کا ہوتا ہے جو کہ تعصّب اور تکبر وغیرہ سے خالی ہوتے ہیں اور محض مولویوں کے کہنے سننے سے وہ حق سے محروم رہتے ہیں۔ جو کچھ یہ مولوی کہہ دیتے ہیں۔ اُسے اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا کہہ کر مان لیتے ہیں۔ ہماری طرف کی باتوں اور دعووں اور دلیلوں سے محض نا آشنا ہوتے ہیں۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 551)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

- تبلیغ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک سخت مشکل کام ہے۔ ایک محَلّ تیار کر لینا آسان ہے لیکن ایک شخص کا دل پھیر دینا آسان نہیں۔ کیونکہ بغیر مناسب تدابیر اور دلائل کے کسی شخص کا دل پھیرا نہیں جا سکتا۔

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 125)

- ہمار ا کام کیا ہے؟ یہ کہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہم اس تعلیم کو پہنچا دیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئی ہے اور جس کی اس زمانہ کا تمدن اور عَام رَو مخالفت کر رہی ہے۔ اس تعلیم کو پہنچانے میں ہماری مخالفتیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں ہمیں تکلیفیں دی گئیں اور دی جا رہی ہیں۔ ہم سے تعلقات منقطع کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں۔ ہم سے رشتہ داریاں چھوڑی گئیں اور چھوڑی جا رہی ہیں... پس ہم کو اس کام سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ بلکہ ہمارا قدم آگے ہی آگے پڑنا چاہئے۔ (خطبات محمود جلد 9 صفحہ 208)

- تبلیغ کے کام میں ہم سے پہلے لوگوں نے تلواروں کے سایہ میں بھی سستی نہیں کی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے۔ قسطنطنیہ میں عیسائیوں کی حکومت تھی اور یہ آدھی دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ اور ادھر ایران میں جو حکومت تھی اس کا بھی آدھی دنیا پر اثر تھا۔ اس وقت مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے لیکن مسلمان تلواروں کے مقابلہ میں نہیں ڈرتے تھے تو کیا آج ہم دشمن کی زبان اور اس کے روپیہ سے ڈر سکتے ہیں۔ پس ہمیں اس کے لئے تیار ہونا چاہئے اور ہر ایک قربانی جس کی ضرورت ہو اس کے لئے آمادہ ہونا چاہئے۔

(خطبات محمود جلد 8 صفحہ 47،48)

- پس تبلیغ کے متعلق بھی ہر ایک شخص کو حکم عام سمجھنا چاہئے اور اپنے ہی نفس کو اس حکم کا مخاطب جاننا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ یہ حکم مجھے ہی بجا لانا ہے اور اگر تم سب کے سب اس پر عمل بھی شروع کر دو گے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے اور اگر صرف ارادہ ہی کرو گے تو پھر کامیابی محال ہے۔ کیونکہ بہت ارادے بھول جاتے ہیں۔ (خطبات محمود جلد 7 صفحہ 10)

- ایک انگریز نے ایک رسالہ لکھا ہے اور کہتا ہے کہ یہ جماعت تو اسلامی سمندر میں ایک کیڑے کے برابر ہے۔ واقعہ میں اس کی یہ بات صحیح ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم ایک قطرے کی طرح ہیں مگر بعض وقت ایک قطرہ اپنا اثر تمام پانی پر ڈال دیتا ہے۔ مثلاً سنکھیا ہی ہے کتنی تھوڑی سی چیز ہے مگر اس کا تھوڑا سا کھا لینا بھی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور کثرت سے اس قسم کی زہریلی دوائیں ہیں کہ تنکے کے اوپر جس قدر حصہ آتا ہے۔ وہی کھاتے ہیں۔ اگر اس سے زیادہ کھایا جائے تو بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ پھر ایک دیا سلائی کتنی چھوٹی سی چیز ہے۔ مگر تمام جنگل کو جلا دیتی ہے اور شہروں کو خاک و سیاہ کر سکتی ہے۔ پھر ہمارے لئے تو خدا تعالیٰ کی پیش گوئیاں اور بڑے بڑے وعدے بھی ہیں۔

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 21)

- ہماری جماعت نے خداتعالیٰ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا ذمہ لیا ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ لوگ ہماری بات کو نہیں سنتے..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ اس راہ میں کوشش کرتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں..... یعنی ان کی کوششیں کامیاب ہوتی اور ان کو ان کی کوششوں کا بدلہ دیا جاتا ہے خواہ کوئی مسلمان ہو یا نہ ہو مانے یا نہ مانے..... یہ الفاظ نہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہی ہو۔ تو تب تمہیں بدلہ دیا جائے گا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوشش کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا۔ خواہ کوئی اس کی بات کو مانے یا نہ مانے۔

(خطبات محمود جلد 5 صفحہ 20)

- "اس وقت ہماری جماعت نے خدا تعالیٰ کے پیغام کو ساری دنیا میں پہنچانے کا ذِمہ لیا ہے...... یَدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔ یعنی ان کی کوششیں کامیاب ہوتی ہیں اور ان کو ان کی کوششوں کا بدلہ دیا جاتا ہے خواہ کوئی مسلمان ہو یا نہ ہو۔ مانے یا نہ مانے۔ اس آیت میں یہ الفاظ نہیں کہ اگر کوئی مسلمان ہی ہو تو تب تمہیں بدلہ دیا جائے گا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ جو کوشش کرے گا اسے بدلہ دیا جائے گا"

(خطبات محمود جلد پنجم صفحہ 20)

- "جو خدا کی تعلیم سے بھاگنے والوں کو واپس خدا کی طرف لائیں گے خدا تعالیٰ یقیناً ان کو کامیاب اور مظفر و منصور کرے گا وہ کبھی ناکام و نامراد نہیں ہوں گے۔ اس کے فضل کو حاصل کرنے کے لئے یہ ایک عمدہ ذریعہ ہے" (خطبات محمود جلد پنجم صفحہ 19)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

- ’’جہاں تک تبلیغ کا تعلق ہے ...... فریضہ ہے اور ایسی شدّت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تُو نے رِسالت کو ہی ضائع کر دیا اگر تبلیغ نہ کی تو آپ کی امت بھی جوابدہ ہے، ہم میں سے ہر ایک جوابدہ ہے پیغام رسانی لازماً ایک ایسا فریضہ ہے جس سے کسی وقت انسان غافل ہو نہیں سکتا۔ اِجازت نہیں ہے کہ غافل رہے‘‘

(خطبات طاہر جلد چہارم صفحہ 631،632)

- تبلیغ کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا احمدی سینوں میں یہ لو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن تر ہوتی چلی جائے گی۔ اور تمام روئے زمین کو گھیرلے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی۔

(خطبات طاہر جلد2صفحہ 422)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

- یاد رکھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تجھے غلبہ عطا کروں گا۔ یہ غلبہ یورپ میں بھی ہے اور ایشیا میں بھی ہے، افریقہ میں بھی ہے اور امریکہ میں بھی ان شاء اللہ ہوگا اور جزائر کے رہنے والے بھی اس فیض سے خالی نہیں ہوں گے ان شاء اللہ۔ پس آپ کا کام ہے کہ خالص اللہ کے ہو کر کامل فرمانبرداری دکھاتے ہوئے اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہوئے اس کے پیغام کو پہنچاتے چلے جائیں تاکہ ان برکتوں سے فیضیاب ہو سکیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے ساتھ منسلک رہنے والے کے لئے خدا تعالیٰ نے رکھ دی ہیں...... پس یہ کام تو ہونا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سعید روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانا ہے۔ یہ مخالفین اور یہ مذہب سے ہنسی ٹھٹھا کے جو موقعے پیدا ہورہے ہیں یا ہوتے ہیں یہ ہمیں اپنے کام کی طرف توجہ دلانے کے لئے پیدا ہوتے ہیں کہ آخری فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے کیا ہواہے..... اللہ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے اللہ کی نظر میں بہترین بات کہنے والے بن کراسلام کا حقیقی نجات کا پیغام اپنے ملک کے ہر چھوٹے بڑے تک پہنچا دو کہ یہ آج سب سے بڑی خدمتِ انسانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 641-642)

- ’’ان دلائل سے اور علمی اور رُوحانی خزانے سے کام لیتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے ہیں، اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے......اس کے لئے عملی نمونے اور عِلمی اور رُوحانی ترقی کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے۔ تقویٰ میں ترقی ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہماری روحانی ترقی نہیں ہوتی ہماری تبلیغ میں بھی برکت نہیں پڑ سکتی‘‘ (خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 169)

- ’’ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعّال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فُلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتاہے کہ فُلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے‘‘

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 172)

- ’’ہر احمدی جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال اس لئے دُرست رکھے کہ اس پر ہر ایک کی نظر ہے۔ اگر کسی قسم کا ایسا دینی علم نہیں بھی ہے جو اسے فعال داعی الی اللہ بنا سکے تب بھی اس کا ہر فِعْل اور عَمل اور قوْل دوسروں کی توجہ کھینچنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر نیک اعمال ہیں تو لوگ نیکی سے متاثر ہو کر قریب آئیں گے...... دلوں کو مائل کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور تبلیغ کرنا انبیاء کے ساتھ الٰہی جماعتوں کے افراد کا کام ہے‘‘

(خطبات مسرور جلد ہشتم صفحہ 173-174)

- ’’ایم ٹی اے کا تبلیغ کے میدان میں بہت بڑا کردار ہے۔ دنیا میں اس کی وجہ سے نہ صرف احمدیت کا تعارف ہو رہا ہے بلکہ اکثر ممالک کی اکثر جگہوں پر احمدیت اور اسلام کا پیغام اس کے ذریعہ سے پہنچ چکا ہے۔ اب صرف ملکوں یا چند شہروں میں پیغام پہنچا دینا ہی کافی نہیں۔ ہم نے دنیا کے ہر شہر، ہر گاؤں، ہر قصبے اور ہر گلی میں اس کا پیغام پہنچانا ہے‘‘

(خطبات مسرور جلد ششم صفحہ 467)

- دعوت الی اللہ کریں۔ حکمت سے کریں، ایک تسلسل سے کریں، مستقل مزاجی سے کریں، اور ٹھنڈے مزاج کے ساتھ، مستقل مزاجی کے ساتھ کرتے چلے جائیں۔ دوسرے کے جذبات کا بھی خیال رکھیں اور دلیل کے لئے ہمیشہ قرآن کریم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے حوالے نکالیں۔ پھر ہر علم، عقل اور طبقے کے آدمی کے لئے اس کے مطابق بات کریں۔ خدا کے نام پر جب آپ نیک نیتی سے بات کر رہے ہوں گے تو اگلے کے بھی جذبات اور ہوتے ہیں۔ نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے نام پر کی گئی بات اثر کرتی ہے۔ ایک تکلیف سے ایک درد سے جب بات کی جاتی ہے تو وہ اثر کرتی ہے۔ تمام انبیاء بھی اسی اصول کے تحت اپنے پیغام پہنچاتے رہے۔ اور ہر ایک نے اپنی قوم کو یہی کہا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، نیک باتوں کی طرف بلاتا ہوں اور اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہی ہمیں قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 724و725)

- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم انتہائی محنت، انتہائی ہمت اور تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہوئے یہ کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ نیک فطرتوں کو تمہارے ساتھ ملاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 725)

اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں دعوت الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔تا نیک فطرتوں کو خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ملاتا چلا جائے۔آمین

******

ابن خالد

سوشل میڈیا اور اس کا استعمال

سوشل میڈیا ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس کی بدولت لوگ یا مختلف کمپنیاں اپنے خیالات، پسند یا ناپسند خبریں، اپنی کامیابیاں، تصاویر اور ویڈیوز کا ایک دوسرے سے تبادلہ کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ میں رہ سکتے ہیں۔ فیس بک، ٹوئٹر (Twitter)، لنکڈ ان (Linkedin)، گوگل پلس (Google+)، یو ٹیوب (Youtube)، انسٹا گرام (Instagram)، ٹمبلر (Tumblr) اور فلکر (Flickr) چند معروف سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس (Popular Social Networking Sites) ہیں۔ دنیا میں انٹرنیٹ صارفین کا دو تہائی سے زائد حصہ سوشل میڈیا کا استعمال کر رہا ہے۔ جس کے ذریعہ کم وقت میں اور آسانی کے ساتھ زیادہ لوگوں تک اپنا پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔ یہاں ہر شخص کو اپنے جذبات اور خیالات کے اظہار کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔

فوائد

موجودہ دور میں صارفین کی سہولت کی خاطر سمارٹ فونز میں تقریباً تمام بڑی کمپنیوں نے ایپس (Apps) مہیا کر رکھی ہیں ۔ جن کی بدولت آسانی کے ساتھ آپ اپنا مطلوبہ کام سرانجام دے سکتے ہیں ۔ اسی رجحان کی بدولت ویب سائٹس کا استعمال کم ہوتا جارہا ہے اور ایپس (Apps) کا استعمال بڑھ رہا ہے۔ آج ہم سوشل میڈیا کی ایپس (Apps) کے ذریعہ آسانی اور انتہائی کم وقت میں ملکی و بین الاقوامی حالات ، اپنوں کی خیر و عافیت کی خبریں اور دوسری معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

نقصانات

جہاں ان ایجادات کے بہت سے فوائد ہیں وہاں ان کے نقصانات بھی ہیں ۔ تاہم ان ایجادات کے درست استعمال سے ہم نہ صرف اپنے کاموں میں آسانی پیدا کر سکتے ہیں بلکہ ان ایجادات کے ذریعے دینی، اخلاقی اور معاشرتی بہتری کے لئے مفید خدمات بھی سرانجام دے سکتے ہیں۔

نئی ایجادات اور ہماری ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان ایجادات کے متعلق بحیثیت احمدی ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’جو تیزی میڈیا میں آج کل ہے آج سے چند دہائیاں پہلے ان کا تصور بھی نہیں تھا۔ پس یہ مواقع ہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے ہیں کہ اسلام کی تبلیغ اور دفاع میں ان کو کام میں لاؤ ۔ ہماری کوشش اس میں یہ ہونی چاہئے کہ بجائے لغویات میں وقت گزارنے کے ، ان سہولتوں کا صحیح فائدہ اٹھائیں ، ان کو کام میں لائیں اور اگر اس گروہ کا ہم حصہ بن جائیں جو مسیح محمدی کے پیغام کو دنیا میں پہنچا رہا ہے تو ہم بھی اس گروہ میں شامل ہو سکتے ہیں، ان لوگوں میں شامل ہو سکتے ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے

قسم کھائی ہے۔‘‘

پھر ایک دوسرے موقع پر فرمایا۔

’’آج کل انٹرنیٹ اور ای میل کے بارے میں غور کریں کہ کس طرح استعمال کرنا ہے، کس طرح زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس کے غلط استعمال جو ہورہے ہیں تو اس کا صحیح استعمال کیوں نہ کیا جائے ۔‘‘

سوشل میڈیا کے چند مفید موضوعات

سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے وہ مفید موضوعات جن کو اختیار کرنا چاہئے ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات، خلفاء کی مجالس سوال و جواب اور اہم پروگرامز کی ویڈیوز،رواداری، محبت، ہمدردیِ خلق، اخوت، ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کی قدر حب الوطنی، لوگوں اور ادارہ جات کی کامیابی پر خوشی کا اظہار، اقلیتوں اورمظلوموں کی دادرسی علمی موضوعات صحت سے متعلق، شامل ہیں۔

کن امور سے محتاط رہا جائے

سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے جن موضوعات سے پرہیز کرنا چاہئے وہ یہ ہیں۔کسی شخص یا حکومت کے خلاف نفرت آمیزتحریر یا تقریر، جماعتی عہدیداروں کی تصاویر اور ان کے عہدہ کے بارہ میں ایسے واقعات یا خبریں جن کی جماعتی طور پر تصدیق نہ ہوئی ہو، افواہیں، مخرب الاخلاق باتیں اور جماعت احمدیہ کی روایات کے خلاف کوئی بات۔ ان باتوں کو اختیار کر کے نہ صرف ہم بہت سی قباحتوں اور پریشانیوں سے بچ سکتے ہیں بلکہ دین حق کی اشاعت کے لئے بھی ان ایجادات کو صحیح معنوں میں استعمال کر سکتے ہیں ۔

8 اکتوبر 2013ء کو ہمبرگ جرمنی میں واقفات نو بچیوں کی کلاس منعقد ہوئی ۔ اس کلاس میں ایک بچی نے سوال کیا کہ Face Book کے بارہ میں حضور نے فرمایا تھا کہ یہ اچھی نہیں ہے۔ اس سے منع کیا تھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ۔

میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ اس کو نہ چھوڑو گے تو گنہگار بن جاؤ گے۔ بلکہ میں نے بتایا کہ اس کے نقصان زیادہ ہیں اور فائدہ بہت کم ہے۔ آج کل جن کے پاس FaceBook ہے وہاں لڑکے اور لڑکیاں ایسی جگہ پر چلے جاتے ہیں جہاں برائیاں پھیلنی شروع ہوجاتی ہیں ۔ لڑکے تعلق بناتے ہیں ۔ بعض جگہ لڑکیاں Trap ہوجاتی ہیں اور FaceBook پر اپنی بے پردہ تصاویر ڈال دیتی ہیں۔ گھر میں، عام ماحول میں، آپ نے اپنی سہیلی کو تصویر بھیجی، اس نے آگے اپنی فیس بک پر ڈال دی اور پھر پھیلتے پھیلتے ہمبرگ سے نکل کر نیو یارک (امریکہ) اور آسٹریلیا پہنچی ہوتی ہے اور پھر وہاں سے رابطے شروع ہوجاتے ہیں اور پھر گروپس بنتے ہیں مردوں کے، عورتوں کے اور تصویروں کو بگاڑ کر آگے بلیک میل کرتے ہیں۔ اس طرح برائیاں زیادہ پھیلتی ہیں ۔اس لئے یہی بہتر ہے کہ برائیوں میں جایا ہی نہ جائے ۔‘‘

اللہ تعالیٰ ہمیں نئی اجادات کو صحیح رنگ میں استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(ماہنامہ خالد جولائی 2016ء)

****

تعارف کتب

ابو سعید

’’سیلابِ رحمت‘‘ از امۃ الباری ناصر

الفضل کا یہ ایک خاصہ ہے کہ مصنفین اس کے ذریعہ شائع ہونے والی اپنی تازہ تصنیفات کا تعارف کرواتے ہیں اگر آپ بھی ’’تعارف کتب‘‘ کے عنوان کے تحت اپنی تازہ تصنیف کا تعارف کروانا چاہیں تو کتاب کا ایک نسخہ بھجوادیں۔ (ایڈیٹر)

یہ تحریر مکرمہ امۃ الباری ناصربنت مکرم میاں عبدالرحیم (مرحوم) درویش قادیان اہلیہ مکرم ناصراحمد قریشی جنرل منیجر ٹیلی فون وٹیلی گراف کراچی (ریٹائرڈ) حال ڈیٹرائٹ مشی گن امریکہ کی ہے۔ آپ کا تعلق لجنہ اماء اللہ کراچی سے تھا۔ آپ نے ممبرات لجنہ کراچی کے ساتھ مل کر لجنہ کی تصنیفات میں رنگ بھرے۔ آپ ایک منجھی ہوئی شاعرہ ،نثرنگار اور ادیب بھی ہیں۔ آپ نے 22 کتب تصنیف کی ہیں جن میں نمایاں طورپرحضرت مفتی محمد صادق رضی اللہ عنہ،مرزا غلام قادر احمدخاندان حضرت مسیح موعودؑ کا پہلا شہیداورزندہ درخت ہیں اور22 ہی کتب مرتب کی ہیں جن میں نمایاں طور پردرثمین اردو مع فرہنگ ۔درثمین فارسی مع فرہنگ ۔ کلام محمود مع فرہنگ کلام طاہر مع فرہنگ ۔مضامین حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ ہیں اوردسیوں کتب کی اشاعت میں لجنہ کراچی کی مددگار بھی ثابت ہوئیں۔ آپ اوردیگر وفادار ممبرات ہی کے مثالی تعاون کی بدولت لجنہ کراچی اتنے مختصر سے عرصہ میں کتب کی سنچری مکمل کرپائی ۔ شاید یہ سعادت آج تک دنیا بھر کی کسی اور لجنہ کے حصہ میں نہیں آئی۔

موصوفہ گوان دنوں مشی گن امریکہ میں مقیم ہیں اوریہ کتاب انڈیاسے 1ہزارکی تعداد میں طبع ہوئی ہے۔لیکن موصوفہ نےاپنی اس کاوش کو لجنہ کراچی کی تصانیف ہی کا تسلسل قرار دیتے ہوئے اسے کتب کے دوسرے سیٹ کی پہلی تصنیف یعنی 101ویں تصنیف قرار دیاہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے ایک خط بنام مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ کراچی میں ممبرات لجنہ کو’’ شہد کی مکھیاں‘‘ کےپیارے لقب سے نوازا تھا، تویہ کہنا بجا ہوگا کہ یہ تصنیف کراچی کی لجنہ کی شہد کی مکھیوں میں سے ایک مکھی کی تصنیف ہے۔ جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کے تابع رہ کر اس کی مکمل نگرانی میں ’’ شفاء للناس‘‘ تیار کرتی ہے ۔ اسی طرح مکرمہ امۃ الباری ناصر نے خلافت کے تابع رہ کر اس کی رہنمائی میں روحانی وعلمی غذا تیار کی ہے۔جیساکہ موصوفہ نےانتساب میں لکھا ہے۔

حقیر کاوش کا سارا حاصل کیا خلافت کے نام میں نے
اسی کے سائے میں لحہ لحہ سکون پایا مدام میں نے

آپ ان دنوں ’’النور‘‘امریکہ کی مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔جب محترمہ نے مجھے یہ کتاب بھجوائی تو کتاب کا نام’’سیلاب رحمت‘‘ بظاہر انجاناسا لگامگر جب خاکسار نے اس نام پر غور شروع کیا تو آہستہ آہستہ یہ نام اپنے وسیع تر مفہوم کے اعتبار سے دل کو بھاتا گیا اور پسند آنے لگا۔ لیکن جب خاکسار نےاس تصنیف کی ورق گردانی کی تو یہ عقدہ کھلا کہ اس کتاب کا نام آج سے 22-25سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے موصوفہ کو تحریر فرما دیا تھا اور لکھا تھا۔ ’’نمی کا عکس‘‘عنوان بھی آپ نے خوب چنا ہے۔اس کے بعد آنے والے مجموعہ کلام کا عنوان تعجب نہیں کہ ’’ سیلاب رحمت ‘‘ ہو۔ (صفحہ 238)

موصوفہ نے نہایت عرق ریزی اور محنت سے مگر بلاغت و فصاحت کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام خطوط اس 408صفحات پر مشتمل کتاب میں اکٹھے کر دیئے ہیں جو صدر صاحبہ لجنہ کو اشاعت کے حوالہ سے آئے یا ان کے نام براہ راست آئے۔ عمومی طور پر انسان اپنے نام خلیفۃ المسیح کے ذاتی خطوط کی اشاعت میں حجاب محسوس کرتا ہے مگر موصوفہ نے نہایت مہارت اور حسن کے ساتھ ان تمام تاریخی دستاویزات کو جمع کردیا ہے جن سے خلفائے کرام کی شفقت و محبت اور قدردانی کا پہلو نمایاں ہو اور اپنی عاجزی کا بھرم بھی رہ جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی طرف سے ستائشی دُعائیہ و تعریفی کلمات ہی دراصل ایک احمدی کا سرمایہ حیات ہوتے ہیں ۔ موصوفہ نے اپنے تمام سرمایہ حیات کو اس کتاب میں جمع کردیا ہے حیرت ہوتی ہےکہ کس طرح خلیفۂ وقت کی دعائیں،حوصلہ افزائی اور خراج تحسین قوت کار کو بڑھادیتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کےموصوفہ کوتحریرفرمودہ چندکلمات دیکھئے۔فرماتے ہیں۔

- ’’احمدی شعراء کو اللہ تعالیٰ نے سچائی کی تجوری بخشی ہے اور سچائی ہی ان کے کلام کو ایک امتیازی حسن بخشتی ہے۔ آپ کا کلام بھی اس منبع حسن سے بہرہ ور ہے۔‘‘ (صفحہ 240)
- ’’بعض اشعار تو پھولوں کی طرح کھلے ہوئے ہیں اور رنگ و بو بھی بہار کی سی رکھتے ہیں۔ یہ کلام پڑھتے ہوئےدل کی دل تک جو خیالات کی ہجرت دیکھی ایک بہت پُر لطف نظارہ تھا۔‘‘ (صفحہ 246)
- ’’میں نے سوچا تھا کہ اس غیر متوقع اچانک خوشی پر باری اور ناصر جب خوش ہوں گے تو میرا دل بھی طمانیت سے بھر جائے گا۔‘‘
- ’’آج میں آپ کا نواسہ دیکھنے آپ کی بچی کے گھر گیا تھا۔بہت مزہ آیا۔ ماشاء اللہ دونوں بہت خوش ہیں۔ اپنے اپنے آرٹ سے اپنا گھر سجایا ہوا ہے۔ اب جو مشترکہ آرٹ کا نمونہ بیٹے کی صورت میں تخلیق ہوا ہے وہ ماں باپ دونوں کی دلکش آمیزش سے تخلیق پایا ہے۔‘‘ (صفحہ 328)
- ان کے بھتیجے مکرم آصف محمود باسط کے نام ایک خط میں حضور رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ۔

’’ان کے کلام کی انفرادیت اور جذب و اثر، یہ ایسی باتیں ہیں جو خود ہی مجھ سے تقاضاکرتی ہیں کہ کبھی کبھی ان کی حوصلہ افزائی کروں جو ان کی سکینت کاموجب بنے۔‘‘

الغرض یہ کتاب قارئین کے علم و عرفان اور ایقان میں ترقی کا باعث ہوگی اور اس بات پر رشک بھی آئے گا کہ کس طرح ایک خادم کا بے لوث تعلق حضرت خلیفۃ المسیح سے ہونا چاہئے اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح کس طرح دعاؤں سےاس کا یادگار Return بھی عنایت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مصنفہ کے علم و عرفان میں ترقی عطا کرتا چلا جائے اور یہ کتاب بہتوں کی روحانی و علمی پیاس بجھانے کا موجب ہو۔ خلافت سے پیار و عقیدت کا یہ عالم ہے کہ آپ نے اپنی شادی پرا پنے ابا سے جہیز کی یوں فرمائش کی۔

ابا مجھے جہیز میں کچھ بھی نہ دیجئے
چاندی نہ دیجئے مجھے سونا نہ دیجئے
بستر نہ دیجئے صوفہ نہ دیجئے
سب چھوڑ کے بس ایک ڈش انٹینا دیجئے

اور مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری حضوراقدس لندن نے اس کتاب پر جو ریویو تحریر فرمایا ہے وہ اپنی مثال آپ ہےاور لاجواب ہے کہ ریویو بھی موصوفہ کے قدوقامت میں اضافہ کا موجب ہوگا یہ بھی کتاب کے آغاز میں کتاب کا حصہ ہے۔

ہومیو ڈاکٹر نذیر احمد مظہر، کینیڈا

میرے والد حکیم میاں غلام حسین کی قبولِ احمدیت

خاکسار کے والد حکیم میاں غلام حسین(ولد حافظ حاجی میاں حبیب اللہ)1904 ء میں لالیاں کے قریبی گاؤں مل سپرا میں پیدا ہوئے اور ایک کٹر مذہبی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو احمدیت کے بارہ میں خاصا متعصب تھا، والد صاحب کے پاس دو مولوی صاحبان آیا کرتے تھے، ایک احمدی مولوی تھے جن کا نام مولوی محمد ابراہیم آف چوڑاں والا ضلع شیخوپورہ تھا اور دوسرے غیر احمدی مولوی محمد حسین تھے۔ مولوی محمد حسین انبیاکی عصمت پر ناپاک حملے کرتے اور گندے الزامات لگایا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ یہ قرآن کریم سے ثابت ہیں مثلاً سورہ یوسف میں ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رابرھان ربہ (یوسف : 25) یعنی زلیخا نے برائی کا ارادہ اور کوشش کی اور حضرت یوسفؑ نے بھی برائی کا ارادہ اور کوشش کی (نعوذ باللہ)۔احمدی مولوی محمد ابراہیم فرمایا کرتے تھے کہ زلیخا نے برائی کا پختہ ارادہ و کوشش کی مگر حضرت یوسفؑ نے اس سے بچنے کا ارادہ اور کوشش کی اور بچ گئے، الغرض کوششیں دونوں نے کیں، ایک نے منفی اور دوسرے نے مثبت، گویا اُن دونوں کی کوششیں متضاد تھیں۔ دیگر موضوعات کے علاوہ بطور خاص عصمتِ انبیاپر ناپاک حملے،حضرت سلیمانؑ کا واقعہ اور دیگر ایسے واقعات بھی زیرِبحث آتے تھے،الغرض قرآن پاک کی پاک تعلیم پر ناپاک حملے اور احمدی مولوی صاحب کی طرف سے ان کا مضبوط دفاع اکثر یہی عنوانات زیرِ بحث رہتے تھے، والد صاحب مولوی ابراہیم صاحب کی باتوں سے بہت متاثر ہوتے تھے اور اپنوں کے سامنے اعتراف کیا کرتے تھے کہ یہ صاحب کتنے پاکیزہ نظریات و خیالات انبیا اور قرآن کریم کے بارہ میں رکھتے ہیں مگر بد قسمتی یہ ہے کہ ہیں مرزائی کاش کہ مرزائی نہ ہوتے! مولوی ابراہیم ملہم من اللہ بزرگ تھے انہوں نے ایک ڈائری بنائی ہوئی تھی جس میں اپنے الہامات و مکاشفات درج کیا کرتے تھے بقول والد صاحب اُن کے کئی الہامات و کشوف انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے پورے ہوتے دیکھے، والد صاحب مولوی صاحب کی پاکیزہ شخصیت روحانیت اور تقویٰ سے بے حد متاثر ہوتے تھے مگر ساتھ ساتھ حیران بھی ہوتے تھے کہ ایسا سچا اور کھرا انسان گمراہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جیسا کہ ایک حدیث ِ مبارکہ کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ ایک صحابی رسول ﷺ نے سوال پوچھا کہ آیا قبولِ اسلام سے قبل میری کی گئی نیکیوں کا مجھے بدلہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایاکہ یہ انہی نیکیوں کا بدلہ ہی تو ہے کہ خدا نے تمہیں قبولِ اسلام سے نوازا۔

جوانی سے ہی والد صاحب پکےؔ نمازی، گرمیوں میں بھی مسلسل کئی کئی ماہ کے نفلی روزے رکھنے والے اور بکثرت قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے، درود شریف کو بڑے التزام سے پڑھنے والے صاحبِ کشوف،نعت خوان، امام الصلوۃ، ذکرو اذکارودرس و تدریس ان کا مشغلہ رہتا تھا مگر احمدیت کے بارہ میں تعصب و انقباض بھی ساتھ ساتھ چلتا تھا، بتایا کرتے تھے کہ قبل از قبولِ احمدیت کی بعض نیکیوں میں سے کوئی نیکی خدا نے از راہِ نوازش و امتنان قبول کرکے اس کے بدلہ میں احمدیت کی عظیم نعمت سے انہیں نوازا،والد صاحب نے طبّی تعلیم کے حصول کا آغاز شاہدرہ لاہور سے کیا، حکیم میاں احمد دین موجد طبِ جدید آپ کے استادِاوّل تھے ان کی تجرِعلمی سے ایک دنیا واقف ہے"کلیات طبِ جدید"ان کی مایہ ناز تصنیف ہے۔ ہمارے والدصاحب ہمارے خاندان میں پہلے احمدی تھے جنھیں اس پُر تعصب مذہبی تنگ نظری کے ماحول میں قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے ہمارا خاندان مذہبی اور علمی خصوصا دینی علم سے متصف تھا، خاکسار کے برادرِ اکبر محمد یوسف مرحوم،قرآن کریم کے حافظ، والد صاحب مرحوم حد درجہ خوش الحان قاری قرآن کریم، خاکسار کے دادا حافظِ قرآن اورحاجی تھے جبکہ اُس زمانہ میں حج آج کی طرح سہل و آرام دہ نہ تھا بلکہ انتہائی پُر خطر سفرِ حج ہوا کرتا تھا اور عازمِ حج کو لواحقین بھول جایا کرتے تھے۔

؎ پھر ملیں گے اگر خدا لایا

میرے دادا کے والدحافظِ قرآن، اُن کے والد حافظِ قرآن، پھر اُن کے والد بھی حافظِ قرآن، اس طرح ہمارے معلوم چھ آباءو اجدادمسلسل حافظِ قرآن تھے جبکہ اس سے قبل کا علم نہیں۔پھر قرآنِ کریم کی تدریس ان کا معمول تھا انہوں نے دینی علوم کی تحصیل و ترویج کو دنیا داریوں کے حصول پر ترجیح دی اور غریبی اور سادگی میں زندگیاں گزاریں، ہمارے ساتویں دادا حافظ بختاور لالیاں، ضلع چنیوٹ کے کہانہ تھیں قبرستان میں مدفون ہیں، جب ہمارے والد صاحب نے دسمبر1946ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور مشرف بہ احمدیت ہوئے تو گھر آکر ہماری والدہ صاحبہ کو بتایا اور پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ ہماری والدہ صاحبہ نے بلا تامل کہا کہ میں بھی احمدیت قبول کرتی ہوں، والد صاحب علاقہ کے نامی گرامی طبیب تھے اور قرآن کریم بھی پڑھایا کرتے تھے، قرآن کریم بہت دلنشین انداز میں پڑھا کرتے تھے، جب نماز پڑھاتے تو مقتدین سرور اور لذت میں جھوم جھوم جاتے اور بعد ازاں عش عش کراٹھتے تھے، والد صاحب کے خاندان کے دیگر احباب اور بزرگ بھی صدیوں سے دینی استاد مانے جاتے تھے لہٰذا والد صاحب کے قبولِ احمدیت کے نتیجہ میں علاقہ میں ایک شور بدتمیزی برپا ہو گیا کہ ہمارا تو امام ہی "بے ایمان" ہوگیا، "کافر" ہوگیا وغیرہ وغیرہ۔مخالفت دن بدن بڑھتی گئی، لالیاں شہر کے اندر جلسے جلوس بھی نکلے علاقہ کے رئیس نے ایک دن جبکہ والد صاحب اپنے کلینک میں بیٹھے ہوئے تھے خود آکر دھمکی دی کہ تمہارے ساتھ ہم "نبڑ" لیں گے، والد صاحب کا ایک قریبی دوست جو پہلوانی کرتا تھا ،نے اُنہیں بتایا کہ آج رات تمہارے اوپر قاتلانہ حملہ ہونے والا ہے جو علاقے کا رئیس کروا رہا ہے، میں مجبور ہوں کوئی مدد نہیں کر سکتا صرف پیشگی خبر دے سکتا ہوں اور دے دی ہے اپناخود ہی کوئی بندوبست کر لو، لالیاں میں ہمارے بہت سارے قریبی رشتہ دار تھے، دیگر دوست احباب بھی تھے جو اکثر مخالف ہو چکے تھے چند جو موافق تھے وہ اس مشکل گھڑی میں کام آنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ اسی رات 1952 ء میں والد صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوگیا، خدا نے والد صاحب کو بال بال بچا لیا اور حملہ آور ڈر کے بھاگ گئے جو کہ الٰہی تصرف تھا، خاکسار اس وقت چھ سال کا تھا اور دوسرے دو بھائی بڑے تھے۔ والد صاحب نے مرکز یعنی ربوہ میں بزرگانِ سلسلہ اور دفاتر سے رابطہ کیاتو ہدایت ملی کہ آپ ربوہ یا احمد نگر شفٹ ہو جائیں، لالیاں میں آپ محفوظ نہیں ہیں۔ پس ہم احمد نگر منتقل ہو گئے، اگروالد صاحب احمدی نہ ہوتے تو آج ہم بھی احمدیت کی نعمت سے محروم ہوتے، وہ سخت پکے نمازی تھے، ہم سب بہن بھائیوں کو بفضلِ خدا پکا نمازی بنایا، قرآن کریم سے حد درجہ محبت تھی، ہمارے بڑے بھائی کو حافظِ قرآن کریم بنایا،قرآن کریم کی لمبی تلاوت کیا کرتے تھے اس کا شوق وشغف ہم میں پیدا کیا، والد صاحب نہایت نفیس الطبع، خوش پوش تھے کلف والی پگڑی اور اعلیٰ لباس زیبِ تن کرتے تھے اور علاقے میں مریضوں کو دیکھنے جانے کیلئے اعلیٰ نسل کی قیمتی گھوڑی رکھتے تھے اسی وجہ سے گھوڑے والے مشہور تھے،اُس زمانہ میں مریضان دور افتادہ علاقوں سے بھی والد صاحب کے پاس بغرضِ علاج آیا کرتے تھے مثلاً میرن شاہ، ٹل، ٹانک، وزیرستان،افغانستان وغیرہ سے،اُس علمی تاریکی کے دور میں والد صاحب اور ہمارے بزرگان نے علم کی شمعیں روشن کیں اور حصول دنیا سے کنارہ کش رہے اور فقیری اور درویشی کی زندگی کو تمول پر ترجیح دی،والد صاحب کی وفات13 جنوری 1985ء کو81 سال کی عمر میں ہوئی۔

آسماں اُن کی لحد پہ شبنم افشانی کرے
اے خدا بر تربتِ اُ وابر رحمت ہا ببار

اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کو جنت الفردس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے درجات بلند فرماتا رہے، آمین،آج ہم اپنے والدین و دیگر مرحومین کی روح کے ایصالِ ثواب کیلئے چندہ جات کی توفیق پا رہے ہیں مثلاً چندہ تحریک جدید، وقفِ جدید کے علاوہ چندہ مساجد ممالکِ بیرون، بیوت الحمد منصوبہ، مریم شادی فنڈ،سیدنا بلا ل فنڈ، حفظ قرآن،کفالت یک صد یتامیٰ، امداد مریضان،امداد طلبا، امانت تربیت وغیرہ،خدا کرے کہ یہ توفیق ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو تاقیامت عطا ہوتی رہے۔آمین

****

کرونا نے سارے جہاں کو ہلایا

کرونا نے سارے جہاں کو ہلایا
جو سوئے ہوئے تھے انہیں بھی جگایا

بھولے ہوئے تھے جو اپنے خدا کو
انہیں بھی ہے اپنا خدا یاد آیا

دعاؤں سے صدقہ سے اور نیکیوں سے
ہر آفت ، مصیبت خدا ٹال دے گا

توبہ کریں گے صبح و شام گر ہم
حفاظت کی مولا ہمیں ڈھال دے گا

خواجہ عبدالمومن۔ ناروے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

دعا اور استخارہ

حضرت نور محمدؓ زیارت مسیح موعودؑ کے حسین نظارہ کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

’’میں نے بیعت سال 1905 ء میں کی جبکہ میری عمر تیس سال کی تھی میرا ایک چھوٹا بھائی مسمیٰ میاں نور احمد جو مجھ سے چھوٹا تھا وہ ایک پرائیویٹ سکول واقع موضع بستی وریام کھلانہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں مدرس تھا۔ اس نے 1900 ء میں بوساطت مولوی محمد علی صاحب ساکن موضع مذکور بیعت کی تھی جو کہ بہت نیک اور مخلص اور بطور پروانہ حضرت مسیح موعودؑ کا عاشق تھا جس کے بارے میں ایک پیشگوئی حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ324 نشان نمبر141 میں درج ہے۔ وہ بھائی مرحوم مجھے تبلیغ کرتا رہا مگر میں نہ مانتا۔ آخر اس نے مجھے ایک حمائل شریف مترجم ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب دی کہ اس کی تلاوت روز بلاناغہ کرتے رہو۔ اور خدا سے دعا بہت مانگتے رہنا۔ اور ایک طریق استخارہ بتایا کہ چالیس روز استخارہ کرو۔ اس کے کہنے پر میں تلاوت قرآن کریم ، دعا و استخارہ میں لگ گیا۔ خدا کے فضل و کرم سے قرآن شریف سے بھی مجھے امداد ملتی گئی اور استخارہ کے چالیس دن بھی قریب آنے شروع ہوگئے۔ مجھے تو پروانہ وار بیعت اور حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کا از حد شوق ہوگیا۔ میرا بھائی مرحوم تو مجھ سے 25 میل کے فاصلہ پر تھا میں بوجہ دوری اپنے بھائی میاں نور احمد صاحب مرحوم سے تو نہ مل سکا مگر بوجہ عشق مولوی محمد فاضل صاحب احمدی جو کہ پہلے سے بیعت کرچکے تھے۔ اور جو کہ تین میل کے فاصلہ پر تھے کو کہا کہ میری بیعت جلد کراؤ۔ وہ مجھے لے کر قادیان دارالامان آئے مگر حوصلہ دلاتے دلاتے چارپانچ(دن) ٹھہرائے رکھا مگر بے تابی عشق کی وجہ سے خود بیعت کی کوشش کی۔ چار پانچ روز مسجد مبارک میں حضرت اقدس کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتا رہا اور ایک موقع تاڑلیا۔ حضرت صاحب ہمیشہ پانچ وقت ایک ہی جگہ امام کے دائیں جانب نماز ادا کرتے تھے۔ حضور کی ایک ہی جگہ مقرر تھی۔ چوتھے روز اپنے ساتھی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ظہر کی نماز سے پہلے حضرت صاحب کی جائے نماز کے ساتھ صف بنا کر بیٹھ گیا۔ بعد ہ نمازی آنے شروع ہوگئے۔ یہاں تک کہ مسجد پُر ہوگئی۔ حضور کی تشریف آوری پر نماز کھڑی ہوگئی۔ میں نے حضور کے دوش بدوش ہو کر نماز ادا کی۔ بعد فراغت نماز سب سے پہلے مصافحہ کیا اور بیعت کی درخواست کی۔‘‘ (الفضل 3 مارچ 2003ء)

ارشد محمود خاں ۔ اسکاٹ لینڈ

کرونا وائرس اور اسکاٹ لینڈ ریجن کی انسانیت کیلئے خدمات

برطانیہ کے شمال میں واقع یہ خطہ اپنے قدرتی حُسن اور وسائل سے مالامال ہے جہاں ہر سال لاکھوں سیاح پوری دُنیا سے اس کی خوبصورتی، پہاڑوں کی سیر اور شاندار جھیلوں کی کھوج میں دیوانہ وار آتے ہیں۔ بدقسمتی سے آجکل یہاں کی وادیاں اور شہراُداسی کی ایک مجسم تصویر بنے ہوئے ہیں اور وجہ ہے کرونا وائرس کی وبا اور لاک ڈاؤن۔ جماعت احمدیہ اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اس مشکل وقت میں کسی سے پیچھے نہیں اور اللہ کے فضل سے اسکاٹ لینڈ ریجن نے مقامی اسکاٹش لوگوں کی مدد کیلئے کمرِ ہمت کس لی ہے۔

ماہ اپریل اور مئی میں گلاسگو، ایڈنبرا اور ڈنڈی کی جماعتوں نے اپنے اپنے شہروں میں خدمتِ خلق کیلئے شاندار کاوشیں کی ہیں۔ اختصار کے ساتھ اگر ذکر کیا جائے تو:

- سات صد سے زائد کھانے کے پیکٹ اور پانی وغیرہ بے گھر افراد کیلئے قائم خیراتی اداروں میں تقسیم کیا گیا۔
- پچاس سے زائد اسکاٹش گھرانوں میں کھانا اور دوائیاں وغیرہ سپلائی کی گئیں۔
- پندرہ صد سے زائد خوراک ، فروٹ اور پانی پر مشتمل چیزیں پورے ریجن میں قائم مختلف فوڈ بینکوں میں جمع کروائی گئیں۔
- ایڈنبرا، ڈنڈی اور فائف کے مقامی ہسپتالوں میں دورہ کیا گیا اور طبّی عملے کو فروٹ اور دوسرا سامان عطیہ کیا گیا جو اس مشکل وقت میں کرونا کے مریضوں کی خدمت کررہے ہیں۔
- سوشل میڈیا پر ایک ہفتہ وار مہم Pray for Hero کے نام سے شروع کی گئی اور این ایچ ایس کے عملے کو شاندار خراج تحسین پیش کیا گیا جسے مقامی کمیونٹی اور اسکاٹش حکومت نے بہت سراہا اور جماعت احمدیہ کی انسانیت کیلئے جاری خدمات کی تعریف کی۔
- گلاسگو کی لجنات نےاپنے گھروں میں دوہزار ماسک فلاحی اداروں کیلئے تیار کئے۔
- ایک اور تبلیغی سوشل میڈیا کی رمضان کے تعلق سے مہم Big Virtual Iftar ہر ہفتہ جاری کی گئی ہے جس میں رمضان کے تعلق سے یو ٹیوب پر لائیو پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ اس پروگرام میں بتایا جاتا ہے کہ اسلام ہمیں مشکل وقت میں جینے اور دوسروں کی مدد کرنے کا درس دیتا ہے۔

خیال رہے کہ ان سارے فلاحی کاموں میں اسکاٹ لینڈ ریجن کے انصار، خدام اور لجنہ کی تنظیموں کے ساتھ ساتھ انفرادی طور پر بھی احمدی گھرانے نقدرقم اور دوسرے عطیہ کردہ سامان کے ساتھ اس مہم میں شامل ہورہے ہیں۔

اوقات طلوع و غروب

30 مئی 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:14	18:58
مدینہ منورہ	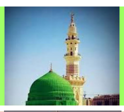	04:06	19:05
قادیان	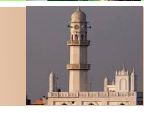	03:46	19:28
ربوہ		03:27	19:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	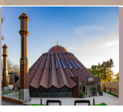	03:25	21:07